نضر اللہ امرأ سمع منا حدیثا فحفظہ حتی یبلغہ



بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ

ماهنامه

الحدیث

حضرو

شمارہ نمبر 82

ربیع الاول ۱۴۳۲ھ مارچ ۲۰۱۱

مدیر: حافظ زبیر علی زئی

- سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی ولایت اور حالتِ رکوع میں صدقہ؟
- دیوبندی بنام دیوبندی
- مسئلہ تراویح اور الیاس گھمن کا تعاقب
- مناظرہ ٹھل کی حقیقت
- امن وسلامتی کا گہوارہ





مکتبة الحدیث

حضرو، اٹک: پاکستان

اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ

ہر مسلمان ہر نماز کی ہر رکعت میں اللہ تعالیٰ سے مخاطب ہو کر کہتا ہے: ﴿اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ﴾ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔ (سورۃ الفاتحہ:۵)

فقہ القرآن:

۱: عبادت کا مطلب ہے: ''بطورِ تعظیم معبود کے لئے انکساری واطاعت، بندگی، پرستش، پوجا'' اور صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ دعا عبادت ہے (ابوداود: ۱۴۷۹) لہٰذا اللہ ہی سے دعا مانگنی چاہئے۔

۲: مافوق الاسباب صرف اللہ ہی سے مدد مانگنی چاہئے، رہا ماتحت الاسباب ایک دوسرے کی مدد اور معروف وخیر میں تعاون تو یہ سورۃ المائدہ کی آیت نمبر۲ کی رُو سے جائز اور بعض اوقات ضروری بھی ہو جاتا ہے۔

۳: اللہ تعالیٰ کے سامنے فوت شدگان (اَموات) کا وسیلہ پیش کرنا قرآن، حدیث، اجماع اور خیر القرون کے آثار سلف صالحین سے قطعاً ثابت نہیں ہے۔

۴: وسیلہ بالاموات کے جواز کی تمام روایات ضعیف ومردود ہیں، مثلاً ایک روایت میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کی وفات پر انبیاء کے وسیلے سے دعا مانگی۔

(دیکھئے غلام رسول بریلوی کی کتاب: تبیان القرآن ج ا ص ۱۹۹)

یہ روایت ضعیف ومردود ہے۔ (دیکھئے ماہنامہ الحدیث: ۶/۷ ص ۹۔۱۲)

۵: ایک شخص نے سورۂ فاتحہ کی تفسیر میں لکھا ہے: ''ہاں اگر کسی مقبول بندہ کو محض واسطۂ رحمت الٰہی اور غیر مستقل سمجھ کر استعانت ظاہری اس سے کرے تو یہ جائز ہے...'' اگر اس سے مراد جوازِ توسل یا مافوق الاسباب استعانت ہے تو درج بالا آیت ودیگر دلائل کی رُو سے یہ باطل ہے۔

۶: ایک پیر صاحب نے لکھا ہے: ''یعنی جیسے ہم عبادت صرف تیری ہی کرتے ہیں اُسی طرح مدد بھی صرف تجھی سے طلب کرتے ہیں تو ہی کارسازِ حقیقی ہے تو ہی مالکِ حقیقی ہے ہر کام میں، ہر حاجت میں تیرے سامنے ہی دستِ سوال دراز کرتے ہیں۔ لیکن...'' عرض ہے کہ اس طرح کے مقام پر لیکن وغیرہ الفاظ کے ساتھ عقیدۂ توحید کی مخالفت کرنے والوں کے بارے میں کسی شاعر کا شعر پیشِ خدمت ہے: ''یہ چاروں لفظ ہیں مکر وفسوں کے اگر، لیکن، چنانچہ، اور چوں کے''

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ نزل احسن الحدیث

ماہنامہ الحدیث حضرو

نضر اللہ امرأ سمع منا حدیثا فحفظہ حتی یبلغہ

جلد: 8 | ربیع الاول ۱۴۳۲ھ مارچ ۲۰۱۱ء | شمارہ: 3



معاونین

حافظ ندیم ظہیر

ابوخالد شاکر

ابوجابر عبداللہ دامانوی

قیمت

فی شمارہ : 20 روپے

سالانہ : 200 روپے

علاوہ محصول ڈاک

پاکستان: مع محصول ڈاک
300 روپے

خط و کتابت

مکتبۃ الحدیث
حضرو ضلع اٹک

ناشر حافظ شیر محمد
0300-5288783

مقام اشاعت

مکتبۃ الحدیث
حضرو ضلع اٹک

رابطہ
0302-5756937

اس شمارے میں

اضواء المصابیح

اضواء المصابیح فی تحقیق مشکوۃ المصابیح

۲۵۹) وعن أنس بن مالك قال قال رسول الله ﷺ :((هل تدرون من أجود جودًا ؟)) قالوا: الله و رسوله أعلم . قال :((الله تعالى أجود جودًا ثم انا أجود بني آدم و أجودهم من بعدي رجل علم علمًا فنشره، يأتي يوم القيامة أميرًا وحده أو قال :أمة واحدة .))

اور (سیدنا) انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ سب سے زیادہ سخی کون ہے؟ صحابہ کرام نے کہا: اللہ اور اس کا رسول سب سے زیادہ جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ سخی ہے، پھر بنی آدم میں سے میں سب سے زیادہ سخی ہوں اور میرے بعد سب سے زیادہ سخی وہ آدمی ہے جس نے علم حاصل کیا، پھر اسے پھیلایا۔ وہ قیامت کے دن ایک اُمت یا ایک امیر (سردار) کی حیثیت سے آئے گا۔

[اسے بیہقی نے شعب الایمان (۱۷٦۷، دوسرا نسخہ: ۱٦۴۲) میں روایت کیا ہے۔]

تحقیق الحدیث: اس روایت کی سند سخت ضعیف ہے۔

اس میں وجۂ ضعف چار ہیں:

۱: سوید بن عبدالعزیز بن نمیر السلمی الدمشقی راوی جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔ ہیثمی نے کہا: "و ضعفه جمهور الأئمة"

اور جمہور اماموں نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ (مجمع الزوائد ۳/۱۴۷)

حافظ ابن حجر نے فرمایا: "ضعیف" (تقریب التہذیب: ۲٦۹۲)

۲: دوسرا راوی نوح بن ذکوان ضعیف ہے۔ (دیکھئے تقریب التہذیب: ۷۲۰٦)

۳: تیسرا راوی ایوب بن ذکوان سخت مجروح ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا:

''منکر الحدیث'' وہ منکر حدیثیں بیان کرنے والا ہے۔ (التاریخ الکبیر ۱/۴۱۴)

جس راوی پر امام بخاری نے منکر الحدیث کی جرح فرمائی، ان کے نزدیک اُس سے روایت بیان کرنا حلال نہیں تھا۔ (دیکھئے التاریخ الاوسط للبخاری ۲/۱۰۷، اور میزان الاعتدال ۱/۶)

ایوب بن ذکوان پر مزید جروح کے لئے دیکھئے لسان المیزان (۱/۴۸۰)

۴: حسن بصری ثقہ امام ہیں، لیکن مدلس تھے۔ دیکھئے میری کتاب: الفتح المبین (ص ۳۵) کشف الاستار (۱/۴۳۰ ح ۹۰۸) التاریخ الاوسط للبخاری (۲/۱۸۰) فتح الباری (۱/۱۰۹) اور کتاب الثقات لابن حبان (۴/۱۲۳) وغیرہ، اور یہ روایت (اُن تک بشرط صحت) عن سے ہے۔

۲۶۰) وعنه أن النبي ﷺ قال: ((منهومان لا يشبعان: منهومٌ في العلم لا يشبع منه ومنهوم في الدنيا لا يشبع منها.)) روى البيهقي الأحاديث الثلاثة في شعب الإيمان وقال: قال الإمام أحمد في حديث أبي الدرداء: هذا متن مشهور فيما بين الناس وليس له إسناد صحيح.

اور انھی (سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: دو لالچی (حریص) کبھی سیر نہیں ہوتے: علم کا حریص اس (علم) سے کبھی سیر نہیں ہوتا اور دنیا کا حریص اس (دنیا) سے کبھی سیر نہیں ہوتا۔ بیہقی نے (یہ) تینوں حدیثیں شعب الایمان میں روایت کی ہیں۔

(سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب روایت کے لئے دیکھئے شعب الایمان: ۱۰۲۷۹، دوسرا نسخہ: ۹۸ ۷۲)

اور انھوں (بیہقی) نے فرمایا: اور امام احمد نے (سیدنا) ابوالدرداء (رضی اللہ عنہ) والی حدیث کے بارے میں فرمایا: یہ متن لوگوں کے درمیان مشہور ہے اور اس کی کوئی سند صحیح نہیں ہے۔

تحقیق الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

اس میں وجۂ ضعف دو ہیں:

۱: ابو اسحاق ابراہیم بن یوسف بن خالد الھسنجانی الرازی (متوفی ۳۰۱ھ) کا شاگرد

ابوالفضل العباس بن الحسین بن احمد الصفار بلحاظِ توثیق نامعلوم ہے۔

۲: حماد بن سلمہ اور سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے درمیان حمید الطویل راوی ہیں اور وہ مشہور مدلس تھے۔

حافظ ابن حجر نے انھیں مدلسین کے طبقۂ ثالثہ میں ذکر کیا ہے۔ دیکھئے الفتح المبین (ص ۵۰)

وہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ یا ثابت البنانی اور قتادہ سے تدلیس کریں یا کسی دوسرے سے، ان کی معنعن روایت (غیر صحیحین میں) ضعیف ہوتی ہے اور یہ روایت عن سے ہے۔

الکامل لابن عدی (۲۲۹۸/۶) میں اس کی دوسری سند بھی ہے جو محمد بن احمد بن یزید سارق الحدیث کی وجہ سے موضوع ہے۔

اس روایت کے چار ضعیف و مردود شواہد بھی ہیں:

۱: قتادہ عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ والی روایت

(المستدرک للحاکم ۹۲/۱ ح ۳۱۲ وصححہ علیٰ شرط الشیخین ووافقہ الذہبی!)

یہ سند قتادہ ثقہ مدلس کے عن کی وجہ سے ضعیف ہے۔

۲: عن ابن عباس رضی اللہ عنہ (العلم لابی خیثمہ: ۱۴۱)

اس کی سند مشہور ضعیف راوی لیث بن ابی سلیم کی وجہ سے ضعیف ہے۔

۳: عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ (المعجم الکبیر للطبرانی ۲۲۳/۱۰ ح ۱۰۳۸۸)

اس کی سند ابوبکر الداھری کی وجہ سے سخت ضعیف و مردود ہے۔

۴: ضعیف موقوفات، مثلاً سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب منقطع روایت جسے عون بن عبداللہ نے بیان کیا ہے۔ (دیکھئے آنے والی حدیث: ۲۶۱)

خلاصۃ التحقیق یہ ہے کہ یہ روایت اپنی تمام سندوں کے ساتھ ضعیف ہے۔

فائدہ: مشہور ثقہ تابعی امام حسن بصری رحمہ اللہ (انظر ح ۲۵۹) نے فرمایا:

''منهومان لا يشبعان : منهوم في العلم لا يشبع منه و منهوم في الدنيا لا يشبع منها ، فمن تكن الآخرة همه و بثه و سدمه يكفي الله ضيعته و يجعل

غناه في قلبه ، و من تكن الدنيا همه و بثه و سدمه يفشي الله عليه ضيعته و يجعل فقره بين عينيه ثم لا يصبح إلا فقيرًا و لا يمسی إلا فقيرًا . "

دو حریص کبھی سیر نہیں ہوتے: علم کا حریص اس سے کبھی سیر نہیں ہوتا اور دنیا کا حریص اس سے کبھی سیر نہیں ہوتا، جسے آخرت کی فکر، غم اور خیال رہتا ہے تو اللہ اس کے معاملات کے لئے کافی ہے اور وہ اس کے دل میں بے نیازی پیدا کر دیتا ہے۔ جسے دنیا کی فکر، غم اور خیال رہتا ہے تو اللہ اس کے معاملات کو تاریک اور پریشان کن بنا دیتا ہے اور اس کی آنکھوں میں غربت ڈال دیتا ہے، پھر وہ صبح و شام فقیر ہی رہتا ہے۔ (سنن الدارمی: ۳۳۸، دوسرا نسخہ: ۳۴۳ وسندہ صحیح، سیار ھو ابوالحکم العنزی ثقہ، نیز دیکھئے اتحاف المہرۃ لابن حجر ۱۸/ ۴۸۶ ح ۲۳۹۵۲)

ضعیف حدیث کے بجائے اس صحیح اثر کو بیان کرنا اور پھیلانا چاہئے۔

تنبیہ: ''یہ متن لوگوں کے درمیان مشہور ہے اور اس کی کوئی صحیح سند نہیں ہے'' کے الفاظ کے ساتھ امام احمد کا قول امام احمد بن حنبل سے نہیں ملا بلکہ یہ امام احمد البیہقی کا قول ہے، جسے صاحبِ مشکوٰۃ نے مشہور امام احمد کا قول سمجھ لیا ہے۔ واللہ اعلم

اعلان

منکرینِ حدیث مختلف ہتھکنڈوں اور افتراءات کے ذریعے سے صحیح احادیث کا انکار کرتے ہیں۔ اسی سلسلے میں شبیر احمد میرٹھی (ایک منکرِ حدیث) نے ''صحیح بخاری کا مطالعہ بخاری کی کچھ کمزور احادیث کی تحقیق و تنقید'' کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے، جو دو جلدوں میں ساڑھے چھ سو سے زیادہ صفحات پر چھپی ہے۔ اس کتاب میں اسماء الرجال کی کتابوں سے کتر بیونت اور کذب و افتراء کے ذریعے بہت سے ثقہ راویوں پر جرح کی گئی ہے تاکہ صحیح بخاری کی احادیث کو ضعیف قرار دیا جا سکے۔ محترم حافظ ابو یحییٰ نور پوری حفظہ اللہ نے ''صحیح بخاری کا مطالعہ اور فتنۂ انکارِ حدیث'' (حصہ اول) کے نام سے اس کتاب کا بہترین اور مدلل جواب لکھا ہے۔ جزاہ اللہ خیراً

کتاب ملنے کا پتا: کتاب سرائے، الحمد مارکیٹ اردو بازار لاہور

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی ولایت اور حالتِ رکوع میں صدقہ؟

سوال آیت کریمہ: ﴿اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ﴾ القرآن (المائدہ:۵۵)

بے شک تمھارا ولی (مددگار، دوست) اللہ اور اس کا رسول ہی ہے اور (ساتھ) وہ ایمان والے ہیں جو نماز قائم کرتے ہیں اور وہ (اللہ کے حضور عاجزی سے) جھکنے والے ہیں۔/ کے شانِ نزول میں بیشتر محدثین نے یہ حدیث مبارکہ بیان کی ہے:

عن عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ یقول: وقف علی عليّ بن أبي طالب سائل وهو راکع في تطوع فنزع خاتمه فأعطاه السائلَ، فأتى رسول الله ﷺ فأعلمه ذلك، فنزلت على النبي ﷺ هذه الآية: " انما وليكم الله رسوله والذين آمنوا الذين يقيمون الصلوة ويؤتون الزكاة وهم راكعون، فقرأها رسول الله ثم قال: من كنت مولاه فعلي مولاه، اللهم! والِ من والاه و عادِ من عاداه.

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک سائل حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر کھڑا ہوا۔ آپ نماز میں حالتِ رکوع میں تھے۔ آپ نے اپنی انگوٹھی کھینچی، پھر سائل کو عطا فرما دی۔ حضرت علی رسول اکرم ﷺ کے پاس آئے اور آپ کو اس کی خبر دی۔ اس موقع پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ آپ نے اس آیت کو پڑھا اور فرمایا: ''جس کا میں مولیٰ ہوں اس کا علی مولیٰ ہے، اے اللہ! جو اسے دوست رکھے تُو اسے دوست رکھ اور جو اس سے عداوت رکھے تُو اُس سے عداوت رکھ۔''

(۱) طبرانی، المعجم الاوسط ۷: ۱۲۹، ۱۳۰، رقم ۶۲۲۸۔ (۲) احمد بن حنبل، المسند ۱: ۱۱۹۔
(۳) احمد بن حنبل، المسند ۴: ۳۷۲ (۴) حاکم، المستدرک ۳: ۱۱۹، ۳۷۱، رقم حدیث:

۵۵۹۴،۴۵۷۶۔(۵) طبرانی، المعجم الکبیر ۴: ۱۷۴، رقم ۴۰۵۳۔ (۶) طبرانی، المعجم الکبیر ۵: ۱۹۵، ۲۰۳، ۲۰۴، رقم: ۵۰۶۸، ۵۰۶۹، ۵۰۹۷۔(۷) طبرانی، المعجم الصغیر ۱: ۶۵۔

(۸) ہیثمی، مجمع الزوائد ۷: ۱۷۔ (۹) ہیثمی، موارد الظمآن: ۵۴۴، رقم ۲۲۰۵۔

(۱۰) خطیب بغدادی، تاریخ بغداد ۷: ۳۷۷۔

(۱۱) ابن اثیر، اسد الغابۃ ۳: ۴۸۷۔ ابن اثیر، اسد الغابۃ ۲: ۳۶۲۔

(۱۲) ضیاء مقدسی، الاحادیث المختارہ ۲: ۱۰۶، ۱۷۴، رقم ۴۸۰، ۵۵۳۔

(۱۳) حسام الدین ہندی، کنز العمال ۱۱: ۳۳۲۔ ۳۳۳، رقم: ۳۱۶۶۲۔ ج ۱۳ ص ۱۰۴، ۱۶۹ رقم: ۳۶۳۴۰، ۳۶۵۱۱۔

روایت مذکورہ و آیت کریمہ کی مکمل تخریج (درکار ہے) اور آلِ شیعہ اس سے علی رضی اللہ عنہ کی ولایت مراد لے کر خلافت بلافصل علی کی ثابت کرتے ہیں۔

رسالہ الحدیث میں اس کا جواب دیجئے۔ (سید امیر شاہ بخاری، صوابی)

الجواب آپ نے جن روایات کے تیرہ (۱۳) حوالے دیئے ہیں، ان کی مختصر اور جامع تحقیق درج ذیل ہے:

۱) امام طبرانی کی کتاب المعجم الاوسط میں اس روایت کی سند درج ذیل ہے:

"حدثنا محمد بن علي الصائغ قال: حدثنا خالد بن يزيد العمري قال: حدثنا إسحاق بن عبد الله بن محمد بن علي بن حسين عن الحسن بن زيد عن أبيه زيد بن الحسن عن جده قال: سمعت عمار بن ياسر يقول:"

(۱۲۹/۷۔ ۱۳۰ ح ۶۲۲۸)

اسے ابن مردویہ نے بھی خالد بن یزید العمری کی سند سے روایت کیا ہے اور حافظ ابن حجر نے فرمایا: "**و في إسناده خالد بن يزيد العمري وهو متروك**"

اور اس (ابن مردویہ) کی سند میں خالد بن یزید العمری ہے اور وہ متروک ہے۔

(الکافی الشاف فی تخریج احادیث الکشاف لابن حجر ۱/ ۶۴۹، المائدہ: ۵۵)

اس روایت کے بنیادی راوی خالد بن یزید العمری کے بارے میں امام یحییٰ بن معین نے فرمایا: "کذاب" وہ جھوٹا ہے۔ (کتاب الجرح والتعدیل ۳/۳۶۰ وسندہ صحیح)

امام ابوحاتم الرازی نے فرمایا: "کان کذابًا ، أتیته بمکة ولم أکتب عنه و کان ذاهب الحدیث" وہ کذاب (جھوٹا) تھا، میں اس کے پاس مکہ آیا اور اس سے (کچھ) نہیں لکھا اور وہ حدیث میں گیا گزرا تھا۔ (ایضاً ص ۳۶۰ رقم: ۱۶۳۰)

حافظ ابن حبان نے اس پر شدید جرح کی۔

(دیکھئے کتاب المجروحین ۱/۲۸۴۔۲۸۵، لسان المیزان ۲/۳۸۹، دوسرا نسخہ ۲/۷۴۱)

اور حافظ ہیثمی نے کہا: "و فیه خالد بن یزید العمري وهو کذاب"

اور اس (روایت) میں خالد بن یزید العمری ہے اور وہ کذاب (جھوٹا) ہے۔

(مجمع الزوائد ۳/۲۹۶ کتاب الحج باب التحفظ من المعصیة فیھا وفیما حولھا)

کذاب کی روایت موضوع ہوتی ہے، لہٰذا یہ روایت موضوع (من گھڑت) ہے۔

اس کا دوسرا راوی اسحاق بن عبداللہ بن محمد بن علی بن حسین نامعلوم ہے اور غالباً اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حافظ ہیثمی نے کہا: "رواه الطبراني في الأوسط و فیه من لم أعرفهم" اسے طبرانی نے الاوسط میں روایت کیا ہے اور اس میں ایسے راوی ہیں جنھیں میں نہیں جانتا۔ (مجمع الزوائد ۷/۱۷، سورۃ المائدۃ)

حافظ ابن کثیر نے اس روایت اور دوسری روایات کی طرف اشارہ کر کے فرمایا:

"و لیس یصحّ شيٌ منها بالکلیة لضعف أسانیدها و جهالة رجالها"

ان (روایات) میں سے سرے سے کوئی چیز بھی صحیح نہیں ہے، سندوں کے ضعف اور راویوں کے مجہول ہونے کی وجہ سے۔ (تفسیر ابن کثیر ۲/۵۶۷، المائدہ: ۵۵)

روایتِ مذکورہ کو شیخ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ نے سلسلہ ضعیفہ میں ذکر کیا ہے۔

(ج ۱۰ ص ۵۸۲ ح ۴۹۲۱)

تنبیہ: سائل نے روایتِ مذکورہ کے بارے میں (غالباً شیعہ کی کتابوں سے) تیرہ حوالے

لکھے ہیں، لیکن ان حوالوں میں سے صرف حوالہ نمبر ۱ (المعجم الاوسط للطبرانی: ۶۲۸۰) اور حوالہ نمبر ۸ (مجمع الزوائد للہیثمی ۷/۱۷) میں یہ روایت موجود ہے اور مذکورہ دوسرے حوالوں میں سے کسی ایک میں بھی یہ روایت اس متن سے موجود نہیں ہے۔

☆ طبرانی اور ابن مردویہ کی روایتِ مذکورہ کی تائید میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے جو روایت بیان کی گئی ہے۔ (بحوالہ علوم الحدیث للحاکم ص ۱۰۲ ح ۲۴۰، دوسرا نسخہ ص ۳۳۴، تاریخ دمشق لابن عساکر ۴۲/۳۵۶۔۳۵۷، ۴۵/۳۰۳، دوسرا نسخہ ۴۵/۲۷۱، ۴۸/۲۰۲)

اس روایت میں عیسیٰ بن عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی العلوی جمہور محدثین کے نزدیک سخت مجروح ہے۔ امام دارقطنی نے فرمایا: ''یقال له مبارك وهو متروك الحديث'' اسے مبارک (بھی) کہا جاتا ہے اور وہ حدیث میں متروک ہے۔

(سنن دارقطنی ۲/۲۶۳۔۲۶۴ ح ۲۶۰۶)

حاکم نیشاپوری نے کہا: ''روى عن أبيه عن آبائه أحاديث موضوعة'' اس نے عن ابیہ عن آباہ کی سند سے موضوع حدیثیں بیان کیں۔ (المدخل الی الصحیح ص ۱۷۰، رقم: ۱۲۷)

ابونعیم الاصبہانی نے کہا: ''روى عن أبيه عن آبائه أحاديث مناكير لا يكتب حديثه ، لا شئ'' اس نے اپنے باپ سے آباء واجداد کی سند کے ساتھ منکر حدیثیں بیان کیں، اس کی حدیث لکھی نہیں جاتی (یا لکھی نہ جائے) وہ کوئی چیز نہیں ہے۔

(کتاب الضعفاء ص ۱۲۲، رقم ۱۷۵)

عیسیٰ بن عبداللہ الہاشمی نے روایتِ مذکورہ اپنے آباء واجداد کی سند سے بیان کی ہے۔
مختصر یہ کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب یہ روایت موضوع ہے۔

☆ ایک روایت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہے، لیکن اس کی سند میں محمد بن مروان السدی کذاب راوی ہے۔ (دیکھئے الحدیث حضرو: ۲۴ ص ۵۰۔۵۲)

بعض آثار پر بحث تیرھویں روایت کے آخر میں آئے گی۔ ان شاء اللہ

۲) عبداللہ بن احمد بن حنبل کی زوائد المسند والی روایت (ح ۹۶۱) کی سند دو وجہ سے

ضعیف ہے:

۱: یزید بن ابی زیاد جمہور (محدثین) کے نزدیک ضعیف ہے۔

(دیکھئے زوائد ابن ماجہ للبوصیری: ۲۱۱۶، ھدی الساری لابن حجر ص ۴۵۹)

۲: یونس بن ارقم پر جمہور نے جرح کی ہے۔

ہیثمی نے کہا: ''وھو لین'' اور وہ کمزور ہے۔ (مجمع الزوائد ۷/ ۲۳۹)

ذہبی نے اسے دیوان الضعفاء میں ذکر کیا۔ (نیز دیکھئے لسان المیزان ۶/ ۳۳۱، دوسرا نسخہ ۷/ ۵۵۳)

۳) مسند احمد (ح ۱۹۳۲۵) والی روایت میں میمون ابوعبداللہ ضعیف ہے۔

(دیکھئے تقریب التہذیب: ۷۰۵۱)

ابوعبید نامعلوم راوی ہے۔ (دیکھئے تعجیل المنفعہ لابن حجر ص ۵۰۷ ت ۱۳۳۷)

مغیرہ بن مقسم مدلس ہیں اور روایت عن سے ہے۔ خلاصہ یہ کہ یہ سند بھی ضعیف ہے۔

۴) مستدرک کی پہلی روایت (۴۵۷۶) میں حبیب بن ابی ثابت مدلس ہیں۔

(دیکھئے طبقات المدلسین: ۶۹ طبقہ ثالثہ) اور سند عن سے ہے، لہٰذا ضعیف ہے۔

دوسری روایت (ح ۵۵۹۴) میں الحسن بن الحسین العرنی سخت مجروح ہے۔

ابوحاتم الرازی نے کہا: ''لم یکن بصدوق عند هم ...''

وہ ان (محدثین) کے نزدیک سچا نہیں تھا۔ (کتاب الجرح والتعدیل ۳/ ۶)

امام ابن عدی الجرجانی نے فرمایا: ''روی احادیث مناکیر''

اس نے منکر حدیثیں بیان کیں۔ (الکامل ۲/ ۷۳۲، دوسرا نسخہ ۳/ ۱۸۱)

حافظ ذہبی نے کہا: ''الحسن هو العرني ليس بثقة'' حسن العرنی ثقہ نہیں ہے۔

(تلخیص المستدرک: ۵۵۹۴)

۵) المعجم الکبیر للطبرانی (ح ۴۰۵۳) کی روایت میں امام شریک بن عبداللہ القاضی رحمہ اللہ مدلس تھے۔ (دیکھئے نصب الرایہ ۳/ ۲۳۴، المحلی لابن حزم ۸/ ۲۶۳، ۱۰/ ۳۳۳)

اور یہ روایت عن سے ہے، لہٰذا ضعیف ہے۔

دوسرا یہ کہ اس میں شریک القاضی کے اختلاط کی علت بھی موجود ہے۔ واللہ اعلم

۶) المعجم الکبیر للطبرانی (ح ۵۰۶۸) والی روایت میں یونس بن ارقم ضعیف اور سلیمان بن مہران الاعمش مدلس ہیں اور سند عن سے ہے، لہٰذا ضعیف ہے۔ باقی سند میں بھی نظر ہے۔

دوسری روایت (ح ۵۰۶۹) میں عطیہ بن سعد العوفی جمہور کے نزدیک ضعیف راوی ہے، نیز وہ مدلس بھی تھا۔ (کما فی طبقات المدلسین: ۱۲۲، طبقہ رابعہ)

اور سند عن سے ہے۔

تیسری روایت میں ابوہارون العبدی: عمارہ بن جوین متروک راوی ہے اور بعض نے اسے کذاب قرار دیا ہے۔ الخ (دیکھئے تقریب التہذیب: ۴۸۴۰)

ابوہارون کا استاد: رجل مجہول ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ یہ سند موضوع ہے۔

۷) المعجم الصغیر للطبرانی (۶۴/۱۔۶۵ ح ۱۶۵) والی روایت میں اسماعیل بن عمرو بن نجیح البجلی جمہور کے نزدیک ضعیف ہے۔ (دیکھئے مجمع الزوائد ۱۰/۲۴۸)

۸) ہیثمی کی مجمع الزوائد (۱۷/۷) کا حوالہ روایت نمبر ۱ کے تحت گزر چکا ہے۔

۹) موارد الظمآن (ح ۲۲۰۵) یعنی صحیح ابن حبان (الاحسان: ۶۸۹۲، دوسرا نسخہ: ۶۹۳۱) والی روایت کی سند حسن لذاتہ (یعنی صحیح) ہے۔ اس روایت میں غدیر خُم کا بھی ذکر ہے اور لکھا ہوا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''من کنت مولاہ فإن ھذا مولاہ ، اللھم والِ من والاہ و عادِ من عاداہ '' جس کا میں مولیٰ ہوں تو یہ (علی رضی اللہ عنہ) اس کے مولیٰ ہیں، اے اللہ! جو اس سے محبت کرے تُو اس سے محبت کر اور جو اس سے دشمنی رکھے تُو اس سے دشمنی رکھ۔

سنن ترمذی (۳۷۱۳ وسندہ صحیح) میں اس روایت کا ایک صحیح مختصر شاہد بھی ہے، جس کے بارے میں امام ترمذی نے فرمایا: '' ھذا حدیث حسن غریب ''

مولیٰ کے لفظ پر بحث آخر میں آئے گی۔ ان شاء اللہ

۱۰) خطیب بغدادی (۳۷۷/۷) کی سند میں علی بن زید بن جدعان ضعیف ہے۔

(دیکھئے تقریب التہذیب: ۴۷۳۴)

اور باقی سند بھی ضعیف و مردود ہے۔

۱۱) اسد الغابہ (ہمارے نسخے ۳/ ۳۰۷ طبع مکتبۃ المعارف بالریاض) والی روایت میں اصبغ بن نباتہ متروک ہے۔ (دیکھئے تقریب التہذیب: ۵۳۷)

اور باقی سند بھی مردود ہے۔

دوسری روایت (ہمارے نسخہ ۲/ ۲۳۳) میں عمر بن عبداللہ بن یعلیٰ بن مرہ الثقفی ضعیف ہے۔ (کمافی تقریب التہذیب: ۴۹۳۳)

اور باقی سند بھی مردود بلکہ ابن عقدہ کی وجہ سے موضوع ہے۔

۱۲) المختارہ للضیاء المقدسی (۲/ ۱۰۵ ح ۴۸۰) میں شریک القاضی مدلس ہیں، لہٰذا یہ سند ضعیف ہے، لیکن سابق شاہد (فقرہ: ۹) کی وجہ سے حسن لغیرہ ہے۔

دوسری روایت (ح ۵۵۳) کی سند حسن لذاتہ ہے، جیسا کہ فقرہ نمبر ۹ کے تحت گزر چکا ہے۔

۱۳) کنز العمال (ح ۳۱۶۶۲) والی روایت بحوالہ ابن عساکر ہے۔

تاریخ دمشق لابن عساکر (۲۵/ ۱۰۸، دوسرا نسخہ ۲۷/ ۷۶) میں یہ روایت "الحسین بن الحسن (کذا! والصواب الحسن بن الحسین کما فی المستدرک ۳/ ۳۷۱ ح ۵۵۹۴): نا رفاعة بن إیاس الضبي عن أبیه عن جده" کی سند سے مروی ہے۔

الحسن بن الحسین العرنی سچا نہیں تھا۔ (دیکھئے فقرہ: ۴)

اور باقی سند بھی ثابت نہیں ہے۔

دوسری روایت (ح ۳۶۳۴۰) بحوالہ ابن جریر ہے۔

ہمیں اس کی سند نہیں ملی اور مشکل الآثار للطحاوی (۵/ ۱۸ ح ۱۷۶۵) میں اس مفہوم کی روایت حبیب بن ابی ثابت عن ابی الطفیل کی سند سے مروی ہے۔

حبیب مدلس تھے۔ (دیکھئے فقرہ: ۴)

اور روایت عن سے ہے، لہٰذا طحاوی والی سند ضعیف ہے۔

تیسری روایت (۳۶۵۱۱) کو بحوالہ ابن راہویہ اور ابن جریر نقل کیا گیا ہے۔ اس روایت کی سند نہیں ملی، لہٰذا یہ بے سند ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔

اب بعض زیادات وفوائد پیشِ خدمت ہیں:

۱: حافظ ابن حجر نے سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب موضوع روایت (دیکھئے فقرہ نمبر۱) ذکر کرنے کے بعد فرمایا:

"ورواه الثعلبي من حديث أبي ذر مطولاً و إسناده ساقط"

اور اسے ثعلبی نے ابوذر (رضی اللہ عنہ) کی حدیث سے مطولاً روایت کیا اور اس کی سند گری پڑی (یعنی مردود وموضوع) ہے۔ (الکاف الشاف فی تخریج احادیث الکشاف ۱/۶۴۹)

۲: سلمہ بن کہیل (تابعی) سے ایک روایت میں آیا ہے کہ علی (رضی اللہ عنہ) نے حالتِ رکوع میں اپنی انگوٹھی صدقہ کردی تو یہ آیت (سورۃ المائدہ: ۵۵) نازل ہوئی۔ (تفسیر ابن ابی حاتم ۴/۱۱۶۲ ح ۶۵۵۱، تاریخ دمشق ۴۲/۳۵۷، دوسرا نسخہ ۴۵/۲۷۲، البدایہ والنہایہ نسخہ محققہ ۷/۵۹۰۔۵۹۱)

اس روایت کی سند سلمہ بن کہیل تک صحیح ہے، لیکن یہ مرسل و منقطع ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔ غالباً اسی وجہ سے حافظ ابن کثیر نے فرمایا:

"وهذا لا يصح بوجه من الوجوه لضعف أسانيده" اور یہ بھی کسی سند سے صحیح نہیں ہے، کیونکہ اس کی سندیں ضعیف ہیں۔ (البدایہ والنہایہ ۷/۵۹۱)

۳: عتبہ بن ابی حکیم (تبع تابعی) سے روایت ہے کہ یہ آیت علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ (تفسیر ابن جریر طبری نسخہ محققہ ۴/۵۹۴ ح ۱۲۲۲۷)

اس میں ایوب بن سوید جمہور کے نزدیک ضعیف راوی ہے، لہٰذا سند ضعیف ہے۔

۴: مجاہد (تابعی ومفسرِ قرآن) سے روایت ہے کہ یہ علی بن ابی طالب کے بارے میں نازل ہوئی، انھوں نے حالتِ رکوع میں صدقہ کیا تھا۔ (تفسیر ابن جریر ۴/۵۹۴ ح ۱۲۲۲۸)

اس کے راوی عبدالعزیز بن ابان بن محمد بن عبداللہ الکوفی کے بارے میں امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے فرمایا: "كذاب خبيث ، يضع الحديث"

کذاب خبیث ہے، وہ حدیثیں گھڑتا ہے۔ (سوالات ابن الجنید: ۸۲)

۵: اسماعیل بن عبدالرحمٰن السدی (سدی کبیر، تابعی) سے روایت ہے کہ یہ سارے مومنین ہیں، لیکن علی بن ابی طالب کے پاس سے ایک سائل گزرا اور آپ مسجد میں حالتِ رکوع میں تھے، پس آپ نے اسے اپنی انگوٹھی دے دی۔ (تفسیر ابن جریر ۴/ ۵۹۴ ح ۱۲۲۲۴)

اس روایت کی سند سدی کبیر تک حسن ہے، لیکن یہ روایت مرسل ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔

دوسری روایت میں آیا ہے کہ سدی نے فرمایا: اس سے مراد مومنین ہیں اور علی ان میں سے ہیں۔ (تفسیر ابن ابی حاتم ۴/ ۱۱۶۲ ح ۶۵۴۸)

اس کی سند سدی تک صحیح ہے اور بے شک سیدنا علی رضی اللہ عنہ مومنین میں سے ہیں۔

۶: سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہ آیت علی بن ابی طالب کے بارے میں نازل ہوئی۔ (تفسیر ابن کثیر ۲/ ۵۶۶)

اس روایت میں عبدالوہاب بن مجاہد سخت مجروح ہے، لہٰذا یہ سند مردود ہے۔

اس مفہوم کی ایک دوسری روایت بھی سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ (ابن کثیر ۲/ ۵۶۷)

اس کی سند منقطع ہے اور سفیان ثوری مدلس ہیں، ان سے پہلے صاحبِ کتاب تک سند بھی نامعلوم ہے۔

خلاصۃ التحقیق: سائل کی مسئولہ روایت موضوع ہے اور اس مفہوم کی تمام روایات ضعیف یا باطل و مردود ہیں۔

امام ابوجعفر الباقر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے... اور علی ان لوگوں میں سے ہیں جو ایمان لائے۔ (تفسیر ابن جریر ۴/ ۵۹۴ ح ۱۲۲۲۵)

امام ابوجعفر تک سند صحیح ہے (وصححہ الالبانی فی الضعیفۃ ۱۰/ ۵۸۲) اور اس سے ثابت ہوا کہ آیتِ مذکورہ میں تمام صحابہ اور مومنین مراد ہیں۔

حدیث: ((من کنت مولاہ فعلي مولاہ)) جس کا میں مولیٰ ہوں تو علی اس کے مولیٰ

ہیں، بالکل صحیح اور متواتر ہے۔ (دیکھئے میری کتاب: توضیح الاحکام عرف فتاویٰ علمیہ ج ۲ ص ۲۶۷)

مولیٰ کے کئی معنی ہیں مثلاً (۱) پروردگار (۲) مالک آقا (۳) مخلص دوست ساتھی رفیق (۴) ولی (۵) غلام اور آزاد کردہ غلام وغیرہ

یہاں پر مولیٰ سے مراد ولی، محبوب اور مخلص ہے، یعنی جو شخص رسول اللہ ﷺ کو اپنا ولی اور محبوب سمجھتا ہے وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بھی اپنا ولی اور محبوب سمجھتا ہے۔

حنفیوں کے ایک امام طحاوی نے فرمایا: ''المولی ھاھنا ھو الولي ... ''

یہاں مولیٰ سے مراد ولی ہے... (مشکل الآثار طبعہ جدیدہ ۵/۲۵ ح ۱۷۷۰)

قاضی عیاض المالکی نے کہا: ''مولاہ : أي ولیہ...'' یعنی اس سے ولی مراد ہے۔

(مشارق الانوار ۲/۳۹۰)

ولی بھی مخلص دوست اور محبوب کو کہتے ہیں۔ (دیکھئے القاموس الوحید ص ۱۹۰۱)

رسول اللہ ﷺ نے سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

((أنت أخونا و مولانا)) تم ہمارے بھائی اور مولیٰ ہو۔ (صحیح بخاری: ۲۶۹۹)

جس طرح سیدنا زید بن حارثہ مولیٰ ہیں، اسی طرح سیدنا علی بھی مولیٰ ہیں۔ رضی اللہ عنہما

یہاں مولیٰ سے پروردگار، مشکل کشا، حاجت روا یا وصی وخلیفہ مراد لینا بے دلیل اور باطل ہے۔ اگر مولیٰ سے یہاں خلیفہ یا وصی مراد ہوتا تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ اس سے صراحتاً استدلال کرتے مگر ان سے ایسا کوئی استدلال ثابت نہیں، لہٰذا شیعہ کا استدلال باطل ہے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابوبکر الصدیق اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کی بیعت کی، بلکہ صحیح بخاری میں ہے کہ محمد بن الحنفیہ یعنی محمد بن علی بن ابی طالب نے اپنے والد سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا: رسول اللہ ﷺ کے بعد کون بہتر ہے؟ انھوں نے فرمایا: ابوبکر۔

بیٹے نے پوچھا: اُن کے بعد کون ہے؟ انھوں نے فرمایا: پھر عمر بہتر ہیں۔

(باب فضائل اصحاب النبی ﷺ باب فضل ابی بکر ح ۳۶۷۱)

(۲۷/ نومبر ۲۰۱۰ء)

محمد زبیر صادق آبادی

دیوبندی بنام دیوبندی

(قسط:۲)

آلِ دیوبند کی یہ عادت ہے کہ جب کوئی اہل حدیث یعنی اہل سنت کوئی ایسی حدیث پیش کرتا ہے جو دیوبندیوں کے خلاف ہوتی ہے تو یہ کہنا شروع کر دیتے ہیں کہ اگر آپ لوگوں کا عمل حدیث کے مطابق ہے تو پھر آپ کے علماء میں بعض مسائل میں اختلاف کیوں ہوا؟ اور تقلید کا یہ فائدہ بتاتے ہیں کہ یہ آپس کے اختلافات سے بچاتی ہے۔

آلِ دیوبند کے اس مغالطے کو دور کرنے کے لئے راقم الحروف نے ایک مضمون ''دیوبندی بنام دیوبندی'' لکھا جو الحدیث حضرو نمبر ۶۲ ص ۱۵ تا ۳۲ پر شائع ہوا، جس کا ابھی تک کوئی جواب میری معلومات کے مطابق نہیں آیا۔ اب اس مضمون کی دوسری قسط پیشِ خدمت ہے:

۱) حکیم ظل الرحمٰن (دیوبندی) نے لکھا ہے: ''Relaxation کی ایک مثال بیان کر دوں۔ یہ جناب مفتی محمد شفیع صاحب کا فتویٰ ہے۔ ایک انگریز عیسائی جوڑے نے جس کو اسلام قبول کیے ہوئے دس بارہ سال ہی ہوئے تھے، اپنی بیوی کو تین طلاقیں بہ یک وقت دے دیں۔ تمام علما نے حلالہ کا فتویٰ دیا۔ کسی نے مشورہ دیا کہ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ کے اجلاس میں مفتی محمد شفیع صاحب آئے ہوئے ہیں، ان سے رجوع کرو۔ وہ مفتی صاحب کے پاس گیا۔ انھوں نے مشورہ دیا کہ صبح کو اپنے تمام واقعات لکھ کر لے آؤ۔ وہ صبح آئے۔ مفتی صاحب نے دوسرے مفتی صاحبان کو جو تشریف رکھتے تھے، وہ کاغذ دکھایا۔ سب نے حلالہ کا فتویٰ دیا۔ جناب مفتی صاحب نے اس پر فتویٰ تحریر کیا:

''مسلمانوں کے ایک مسلک موسومہ بہ اہل حدیث کے نزدیک ایک ہی طلاق ہوئی، رجوع کر لیا جائے۔''

وہ چلے گئے اور رجوع کرلیا۔ جب وہ چلے گئے تو مفتی صاحب نے فرمایا: ''اگر اس وقت میں یہ فتویٰ نہ دیتا تو یہ جوڑا پھر عیسائی ہوجاتا کہ جس اسلام میں میری ایک ذراسی غلطی کی تلافی ممکن نہیں ہے، وہ مذہب صحیح نہیں ہوسکتا۔''

مفتی کفایت اللہ صاحب کی کفایت المفتی میں فتویٰ ہے کہ اگر کوئی شخص اہل حدیث سے فتویٰ لے کر رجوع کرلے تو اسے مطعون کرنا جائز نہیں ہے۔ خود مفتی صاحب نے بہت سے فتاویٰ مالکی مسلک پر دیے ہیں۔ اب غور فرمائیے کہ ہمارے اکابر میں تو اس قدر وسعت فکر تھی اور ہم ہیں کہ ذرا ذرا سی باتوں پر فتوے دے رہے ہیں۔''

(ماہنامہ الشریعہ جولائی ۲۰۱۰ء جلد ۲۱ شمارہ: ۷ ص ۱۴)

قارئین کرام! دیوبندیوں کے مفتی اعظم پاکستان اور مفتی اعظم ہند کے برعکس امین اوکاڑوی نے لکھا ہے: ''حرام کاری کا ایک دلال مجھے کہنے لگا اصل بات تو یہی ہے کہ وہ عورت حرام ہے۔ لیکن اگر فتویٰ نہ بھی دیں تو بھی لوگ اسی طرح اکٹھے رہتے ہیں۔ ہم فتویٰ دے کر کچھ فیس لے لیتے ہیں۔ میں نے کہا اگر تم حکم شرعی بدل کر فتویٰ نہ دیتے وہ پھر اکٹھے رہتے تو یقیناً گنہگار ہوتے اور اپنے کو گنہگار سمجھ کر ہی گناہ کرتے۔ گناہ کو گناہ سمجھ کر کرنا گناہ ہی ہے مگر آپ کے فتویٰ کے بعد وہ ساری عمر کے گناہ کو حلال سمجھ کر کر رہے ہیں۔ جس سے ایمان ہی رخصت ہوجاتا ہے'' (تجلیات صفدر ۴/ ۶۲۵)

ماسٹر امین اوکاڑوی نے جس کو حرام کاری کا دلال کہا ہے، اس کا نام چھپانے میں کیا حکمت تھی؟ اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔

ماسٹر امین اوکاڑوی نے اکٹھی تین طلاق کو ایک شمار کرنے والوں کے متعلق مزید لکھا: ''یہود کے احبار رہبان کی طرح خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بغاوت کر کے ان لوگوں نے شریعت کے حرام کو حلال کر رکھا ہے۔'' (تجلیات صفدر ۴/ ۶۲۷)

۲) امین اوکاڑوی نے لکھا ہے: ''خیر القرون کے بعد اجتہاد کا دروازہ بھی بند ہوگیا اب صرف اور صرف تقلید باقی رہ گئی۔'' (تقریظ علی الکلام المفید ص س، نیز دیکھئے تجلیات صفدر ۳/ ۴۱۲)

اشرفعلی تھانوی نے کہا: ''اب ہم لوگ خود اجتہاد کرتے ہیں''

(اشرف الجواب ص ۲۸۱، دوسرا نسخہ ص ۲۷۶)

سرفراز خان صفدر نے بھی لکھا ہے: ''اس کے علاوہ کہیں کہیں میرے اپنے استنباطات اور اجتہادات بھی ہوں گے'' (احسن الکلام ۱/۶۳، دوسرا نسخہ ۱/۴۱)

جبکہ دوسری طرف عبدالرشید ارشد دیوبندی نے انور شاہ کشمیری کے متعلق لکھا ہے:
''ایک مناظرہ میں جو حضرت ممدوح اور ایک اہل حدیث کے مابین ہوا۔ اہل حدیث عالم نے پوچھا۔ کیا آپ ابوحنیفہؒ کے مقلد ہیں؟ فرمایا نہیں۔ میں خود مجتہد ہوں اور اپنی تحقیق پر عمل کرتا ہوں'' (بیس بڑے مسلمان ص ۳۸۲)

ماسٹر امین اوکاڑوی کی تجلیات میں لکھا ہوا ہے: ''اب اجتہاد کی راہ ایسی بند ہوئی کہ اگر آج کوئی اجتہاد کا دعویٰ لے کر اٹھے تو اس کا دعویٰ اس کے منہ پر مار دیا جائے''

(تجلیات صفدر ۵/۴۴)

۳) دیوبندیوں کے ''مولانا'' سخی داد دیوبندی نے تعویذات لٹکانے کو ناجائز، حرام اور شرک حقیقی قرار دیا اور اس مسئلہ پر ایک کتاب ''تعویزات کے متعلق صاف صاف باتیں'' لکھی ہے۔ دیکھئے تجلیات صفدر (ج ۴ ص ۴۳۶، ۴۴۷، ۴۵۸، ۴۵۹)

جبکہ دوسری طرف امین اوکاڑوی کے نزدیک تعویزات جائز ہیں، ان میں شرک کی ہوا بھی نہیں۔ دیکھئے تجلیات صفدر کے مذکورہ صفحات۔ نیز امین اوکاڑوی نے دوسرے دیوبندی سے مخاطب ہو کر لکھا ہے: ''...جب تجربہ سے ان میں شفاء ثابت ہونا امت میں تواتر سے ثابت ہے اور اس کے مضمون میں نہ شرک فی الذات ہو اور نہ شرک فی الصفات تو آخر اس کو حرام کہنا یہود کے احبار و رہبان کی طرح شریعت سازی نہیں؟''

(تجلیات صفدر ۴/۴۵۹)

٤) یزید کے متعلق امین اوکاڑوی اور ابوریحان عبدالغفور دیوبندی کے درمیان سخت اختلاف تھا اور اوکاڑوی کے نزدیک یزید کا فاسق ہونا متفق علیہ مسئلہ ہے جبکہ ابوریحان

عبدالغفور کے نزدیک اختلافی مسئلہ ہے۔ دیکھئے تجلیات صفدر (۵۶۴/۱)

ابوریحان عبدالغفور دیوبندی سے مخاطب ہو کر امین اوکاڑوی نے لکھا ہے:

''جناب نے بہت نوازش فرمائی کہ غیر مقلدین کے بارہ میں تو اس عاجز کے مضامین کو محققانہ ارشاد فرمایا لیکن یزید کے بارہ میں مجھے امام باڑہ کا ذاکر بنا ڈالا۔''

(تجلیات صفدر ۵۶۳/۱)

نیز محمد یوسف بنوری دیوبندی کے شاگرد اور جامعہ یوسفیہ کے مہتمم محمد امین دیوبندی نے امین اوکاڑوی کے متعلق لکھا ہے: ''مولانا اوکاڑوی صاحب کے مضمون میں یزید کے بارے میں سنیت وحنفیت سے زیادہ رفض وتشیع کی ترجمانی کی گئی ہے۔'' (تجلیات صفدر ۵۸۰/۱)

۵) قرآن مجید کی آیت: ﴿ وَ اِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ ﴾ کے متعلق امین اوکاڑوی نے کہا:

''یہ آیت مدینہ منورہ میں نازل ہوئی ہے'' (فتوحات صفدر ۹۹/۳)

اوکاڑوی کے برعکس سرفراز صفدر دیوبندی نے آیت: ﴿ وَ اِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ ﴾ کے متعلق لکھا: ''آیت مکی ہے'' اس کے بعد امام ابن جریر رحمہ اللہ کا قول سرفراز صفدر دیوبندی نے اپنی تائید میں لکھا کہ ''آیت مذکورہ بالاتفاق مکی ہے۔'' (احسن الکلام ۱۴۰/۱، دوسرا نسخہ ۱۷۶/۱)

ظفر احمد عثمانی دیوبندی نے بھی اس آیت کے متعلق لکھا ہے:

''یہ آیت بالاتفاق مکی ہے'' (فاتحۃ الکلام ص ۳۲)

محمد تقی عثمانی دیوبندی نے بھی کہا: ''یہ آیت مکی ہے'' (درس ترمذی ۸۷/۲)

رشید احمد گنگوہی دیوبندی نے بھی لکھا ہے: ''کیونکہ اعراف باتفاق محدثین ومفسرین کے مکی ہے اور یہ آیت بھی مکیہ ہے کسی نے اس کو مکیہ ہونے سے استثناء نہیں کیا نہ کسی نے اس کو مدنیہ لکھا'' (سبیل الرشاد ص ۱۲، تالیفات رشیدیہ ص ۵۱۰)

رشید احمد گنگوہی کو کیا معلوم تھا کہ ابھی اوکاڑوی جیسے لوگ بھی پیدا ہوں گے، جو اس آیت کو مدینہ میں ''نازل ہوئی'' قرار دیں گے۔

۶) قبروں پر مراقبہ کرنے کے بارہ میں دیوبندیوں کے مشہور بزرگ اور مفسر قرآن صوفی

عبدالحمید سواتی اور اُن کے بھائی سرفراز صفدر جو کہ دیوبندیوں کے ''امام اہلسنت'' ہیں، کے درمیان سخت اختلاف تھا۔

سرفراز صفدر کے بیٹے زاہد الراشدی نے لکھا ہے: ''تصوف کا عملی رنگ بھی صوفی صاحب پر غالب تھا جس کی ایک جھلک میں نے یہ دیکھی کہ لاہور کے ایک سفر میں، جس میں وہ مجھے بھی اپنے ساتھ لے گئے تھے، وہ حضرت سید علی ہجویریؒ المعروف حضرت گنج بخشؒ کی قبر پر مراقب ہوئے اور کافی دیر مراقبہ کی کیفیت میں رہے۔ اس کے بعد وہ حضرت شاہ محمد غوثؒ کے مزار پر گئے اور وہاں بھی ان کی قبر پر مراقبہ کیا۔ پھر ایک بار گجرات گئے۔ میں بھی ساتھ تھا۔ وہاں انہوں نے حضرت شاہ دولہؒ کی قبر پر مراقبہ کیا، مگر سب سے دلچسپ صورت حال دیوبند کے سفر میں پیش آئی۔...

حضرت صوفی صاحبؒ کا شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ کے ساتھ شاگردی کے ساتھ ساتھ بیعت کا تعلق بھی تھا، وہ تو قبر کو دیکھ کر سیدھے وہاں پہنچے اور مراقبہ میں بیٹھ گئے۔ اب منظر یہ تھا کہ حضرت صوفی صاحبؒ مراقبہ میں بیٹھے ہیں، حضرت والد صاحب مدظلہ تھوڑے فاصلے پر کھڑے کچھ پڑھ رہے ہیں اور میں درمیان میں کھڑا ہوں۔ میرا جی چاہ رہا ہے کہ میں بھی چچا جان کے ساتھ مراقبہ میں بیٹھ جاؤں، مگر پیچھے کھڑے والد صاحب سے ڈر بھی رہا ہوں۔ تھوڑی دیر گزری تو حضرت والد صاحب نے اپنے مخصوص انداز میں کہا کہ ''اٹھا ایس بدعتی نو، جھنڈ مار کے بہہ گیا اے۔'' (اس بدعتی کو اٹھاؤ، یہ کیا چادر میں سر دے کر بیٹھ گیا ہے)۔ اب میں انہیں کیا اٹھاتا کہ میرا تو خود جی ان کے ساتھ بیٹھنے کو چاہ رہا تھا۔ حضرت صوفی صاحبؒ کم وبیش دس بارہ منٹ تسلی سے مراقبہ میں بیٹھے رہے۔ پھر اٹھے اور کہا کہ ''چلیں، آپ کو ہر کام بدعت نظر آتا ہے۔'' اور پھر ہم تینوں کوئی اور بات کیے بغیر اگلی منزل کی طرف چل پڑے۔'' (الشریعہ خصوصی اشاعت بیاد سرفراز صفدر ص ۲۴۵ تا ۲۴۶)

۷) سرفراز صفدر کے بیٹے زاہد الراشدی دیوبندی اور سرفراز صفدر کے استاد اور دیوبندیوں کے ''مفتی'' عبدالواحد دیوبندی نماز تراویح، وتر اور نفلوں کے بعد اجتماعی دعا کے قائل بھی

تھے اوران کا معمول بھی یہی تھا، لیکن سرفراز صفدر دیوبندی کے نزدیک یہ کام صریح بدعت ہے۔ چنانچہ زاہد الراشدی دیوبندی نے لکھا ہے: ''حضرت والد صاحبؒ نماز تراویح کے بعد، وتر کے بعد یا نفلوں کے بعد کسی موقع پر بھی اجتماعی دعا کے قائل نہیں تھے اور اسے بدعت کہتے تھے۔ میں بھی جب تک گکھڑ میں رہا، یہی معمول رہا، مگر جب گوجرانوالہ کی جامع مسجد میں قرآن کریم سنانا شروع کیا تو وہاں دعا کا معمول تھا۔ حضرت مولانا مفتی عبدالواحدؒ حضرت والد صاحبؒ کے استاد تھے۔ ان سے پوچھا تو فرمایا کہ آخر میں ایک دعا ضرور ہونی چاہیے، تراویح کے بعد یا وتروں کے بعد یا نفلوں کے بعد۔ میں نے تینوں سے فراغت کے بعد یعنی نفلوں کے بعد ایک اجتماعی دعا کا معمول بنالیا جو حضرت والد صاحبؒ کے نزدیک صریح بدعت تھی۔ حضرت والد صاحبؒ کو پتہ چلا تو پوچھا۔ میں نے عرض کیا کہ میں نے آپ کے استاد محترمؒ سے اجازت لے لی ہے۔ اس سلسلے میں لطیفہ یہ ہوا کہ کچھ عرصہ بعد جب میری جگہ عزیزم حافظ محمد عمار خان ناصر سلمہ نے قرآن کریم سنانا شروع کیا تو اس نے دادا محترم کے فتویٰ پر عمل شروع کر دیا اور نوافل کے بعد دعا مانگنا ترک کر دی۔ میں ان دنوں عمرے پر گیا ہوا تھا۔ نمازیوں میں خلفشار پیدا ہو گیا اور میری واپسی تک اچھی خاصی گہما گہمی ہو گئی۔ میں نے واپس آ کر صورت حال دیکھی تو اس مسئلہ پر نمازیوں سے مستقل خطاب کیا کہ عمار خان ناصر اگر تراویح یا نوافل کے بعد دعا نہیں مانگتا تو یہ اس کے دادا محترمؒ کے فتویٰ کے مطابق ہے، اور میں مانگتا ہوں تو اپنے دادا استاد کے فتویٰ کے مطابق مانگتا ہوں، یہ بھی درست ہے۔ اس لیے وہ نماز پڑھائے گا تو دعا نہیں مانگے گا اور میں پڑھاؤں گا تو دعا مانگوں گا۔ اس میں کسی کو اشکال نہیں ہونا چاہیے۔ بعض دوستوں نے کہا آپ عمار خان ناصر کو حکماً کہیں کہ وہ دعا ضرور مانگا کرے۔ میں نے عرض کیا کہ میں ایسے معاملات میں حکم اور جبر کو درست نہیں سمجھتا اور وہ بھی مولانا سرفراز خان کا خون ہے، بات صرف دلیل کی سنے گا۔ حکم کی بات شاید اس پر اثر انداز نہ ہو۔'' (الشریعہ خصوصی اشاعت بیاد سرفراز صفدر ص ۲۵۴)

۸) سرفراز صفدر دیوبندی اور اس کے پیر حسین علی دیوبندی کا رفع سبابہ کے بارہ میں

اختلاف تھا، چنانچہ سرفراز صفدر کے بیٹے زاہد الراشدی نے سرفراز صفدر کے متعلق لکھا ہے:

"ان کا بیعت کا تعلق حضرت مولانا حسین علیؒ سے تھا جو تشہد میں رفع سبابہ کے قائل نہیں تھے، مگر حضرت والد صاحبؒ نے فرمایا کہ ہم ان کے سامنے رفع سبابہ "ٹکا کے" کرتے تھے اور ایک دفعہ انہوں نے اپنے شیخ سے اس پر بحث بھی کی۔"

(الشریعہ خصوصی اشاعت بیاد سرفراز صفدر ص ۲۵۳)

۹) نماز عید سے قبل تقریر کرنے کے بارہ میں زاہد الراشدی دیوبندی اور صوفی عبدالحمید سواتی دیوبندی کا سرفراز صفدر دیوبندی سے اختلاف تھا۔ زاہد الراشدی اور صوفی عبدالحمید سواتی کا عید سے قبل تقریر کرنے کا معمول تھا، لیکن سرفراز صفدر کے نزدیک یہ کام بدعت تھا۔ چنانچہ زاہد الراشدی دیوبندی نے سرفراز صفدر دیوبندی کے متعلق لکھا ہے: "وہ نماز عید سے قبل تقریر کو بدعت کہتے تھے اور زندگی میں کبھی نہیں کی۔ ان کا معمول تھا کہ عید گاہ میں جاتے ہی نماز پڑھاتے، پھر خطبہ پڑھتے اور اس کے بعد ٹھیٹھ پنجابی میں گھنٹہ پون گھنٹہ خطاب کرتے تھے۔ نصف صدی سے زیادہ عرصہ تک ان کا معمول یہی رہا ہے، جب کہ حضرت صوفی صاحبؒ سمیت ہم سب کا معمول عید سے پہلے تقریر کرنے کا ہے جو حضرت والد صاحبؒ کے علم میں تھا اور وہ کبھی کبھی ہمیں کہتے بھی تھے کہ یہ بدعت ہے، لیکن بات کبھی اس سے آگے نہیں بڑھی۔ ابھی اسی سال عید الاضحیٰ کی بات ہے۔ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو نماز عید کے وقت کا تذکرہ چھڑ گیا۔ میں نے بتایا کہ میں نے اتنے وقت پر عید پڑھائی ہے۔ فرمایا، بہت دیر سے پڑھائی ہے۔ میں نے عرض کیا کہ ہم نے پہلے تقریر بھی کرنا ہوتی ہے۔ فرمانے لگے، یہ بدعت ہے۔ میں نے عرض کیا کہ نماز کے بعد تقریر سنتا کوئی نہیں ہے۔ فرمایا کہ مروان بن الحکمؒ نے بھی یہی عذر پیش کیا تھا۔ میں نے گزارش کی، اس نے عربی خطبہ کے بارے میں کہا تھا اور ہم عربی خطبہ نماز کے بعد ہی پڑھتے ہیں۔ فرمانے لگے، لوگ تقریر کو بھی خطبہ کا حصہ سمجھنے لگتے ہیں۔ بس ہمارا اتنی ہی مکالمہ ہوا۔ اس کے بعد گفتگو کا رخ کسی اور طرف ہو گیا۔" (الشریعہ خصوصی اشاعت بیاد سرفراز صفدر ص ۲۵۳۔۲۵۴)

۱۰) زاہد الراشدی دیوبندی اور اس کے پیر عبید اللہ انور دیوبندی کا سرفراز صفدر دیوبندی سے ذکر بالجہر کے بارہ میں سخت اختلاف تھا۔ چنانچہ زاہد الراشدی دیوبندی نے اپنے والد سرفراز صفدر دیوبندی کے متعلق لکھا ہے: ''حضرت والد محترمؒ نقشبندی سلسلہ میں حضرت مولانا حسین علیؒ سے بیعت اور مجاز تھے اور میرا بیعت کا تعلق حضرت مولانا عبید اللہ انورؒ سے تھا جو قادری راشدی سلسلہ کے شیخ تھے۔ ان کے ہاں مجلس ذکر ہوتی تھی اور اس میں ذکر بالجہر بھی ہوتا تھا۔ حضرت والد محترمؒ کے نزدیک اجتماعی طور پر ذکر بالجہر بدعت شمار ہوتا ہے اور اس مسئلہ پر ان کی مستقل کتاب بھی ہے۔ وہ ذکر میں جہر کو بعض شرائط کے ساتھ تعلیماً تو جائز کہتے تھے، مگر اس کے مستقل معمول کو وہ درست نہیں سمجھتے تھے۔ میرا معمول یہ تھا کہ جب تک حضرت مولانا عبید اللہ انورؒ حیات رہے، ان کی مجلس ذکر میں شرکت کے لیے شیرانوالہ لاہور بھی جاتا رہا اور وہ گوجرانوالہ میں بھی تشریف لاتے تو یہاں بھی ان کی مجلس ذکر میں شریک ہوتا تھا۔ ایک بار اتفاق سے گکھڑ کی کسی مسجد میں حضرت مولانا عبید اللہ انورؒ تشریف لائے اور مجلس ذکر ہوئی تو میں بھی شریک ہوا۔ اس سے ایک روز بعد اس مسئلہ پر حضرت والد محترمؒ سے میرا درج ذیل مکالمہ ہو گیا:

انھوں نے مجھ سے پوچھا کہ ''تم بھی ہو ہو کرنے گئے تھے؟''

میں نے ہاں میں جواب دیا تو فرمایا کہ ''سر بھی ہلاتے رہے ہو؟''

میں نے اس کا جواب بھی اثبات میں دیا تو فرمایا کہ ''تم نے میری کتاب نہیں پڑھی؟''

میں نے عرض کیا کہ ''پڑھی ہے'' تو فرمایا کہ پھر تمہارا کیا خیال ہے؟

ظاہر بات ہے کہ میں ان سے کسی مباحثہ یا مناظرہ کی گستاخی نہیں کر سکتا تھا، اس لیے میں نے بات ٹالنے کے لیے یہ عرض کر دیا کہ '' آپ نقشبندی ہیں، ہم قادری ہیں۔ نقشبندیوں کے ہاں ذکر میں جہر نہیں ہے اور قادری جہر کے ساتھ ذکر کرتے ہیں۔''

فرمایا: ''بڑے بے وقوف ہو۔ کیا میں نے کتاب اس لیے لکھی ہے؟''

میں نے اس بحث کو آگے نہیں بڑھانا تھا، اس لیے پہلی بات کو ہی دوبارہ عرض کر کے

خاموش ہوگیا اور حضرت والد محترم نے بھی خاموشی اختیار فرمالی اور پھر کبھی اس موضوع پر مجھ سے کچھ نہیں فرمایا۔'' (الشریعہ خصوصی اشاعت بیاد سرفراز صفدر ص ۲۵۴۔۲۵۵)

اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ نبی اور خلیفہ کی بیعت کے علاوہ پیری مریدی والی بیعت انسان کو بدعتی بنا دیتی ہے۔ اور پھر وہ کسی کی نصیحت بھی بہت کم قبول کرتا ہے۔

نیز سرفراز صفدر کے پوتے عمار خان نے لکھا ہے: ''عم مکرم مولانا عزیز الرحمٰن شاہد کی روایت ہے کہ ایک موقع پر نماز فجر کے درس میں انھوں نے ذکر کی اجتماعی مجالس کے ''بدعت'' ہونے کا مسئلہ واضح کیا۔ اس پر حاضرین میں سے کسی نے سوال کیا کہ حضرت مولانا عبیداللہ انور تو اہتمام کے ساتھ اجتماعی مجالس ذکر منعقد کرتے ہیں۔ اباجی نے کہا کہ ہم نے کلمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پڑھا ہے، مولانا عبیداللہ انور کا نہیں۔''

(الشریعہ خصوصی اشاعت بیاد سرفراز صفدر ص ۳۶۷)

۱۱) بریلوی فرقہ کی تکفیر کے بارہ میں بھی زاہد الراشدی دیوبندی کا اپنے والد سرفراز صفدر دیوبندی سے اختلاف تھا۔ چنانچہ زاہد الراشدی دیوبندی نے لکھا ہے:

''مجھے بریلوی حضرات کی عمومی تکفیر میں تردد رہا ہے جواب بھی ہے۔ میرا موقف یہ ہے کہ علم غیب، حاضر وناظر، نور وبشر وغیرہ مسائل میں جو حضرات ایسی تاویل کر لیتے ہیں جو کفر کے دائرہ سے نکال سکتی ہو تو ان کے عقیدہ کو کفر کے دائرے میں شامل کرنے کی بجائے زیادہ سے زیادہ تعبیر کی گمراہی قرار دیا جا سکتا ہے، البتہ جو شخص کسی تاویل کے بغیر صراحتاً شرکیہ عقیدہ کا اظہار کرتا ہے، اس کا معاملہ مختلف ہے۔ حضرت والد محترم رحمۃ اللہ علیہ کو اس کا ایک بار علم ہوا تو انھوں نے مجھ سے اس مسئلہ پر باقاعدہ گفتگو کی، مگر کوئی دباؤ ڈالنے کی بجائے دلیل کے ساتھ سمجھانے کی کوشش کی اور علم غیب کے مسئلہ پر حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ اور حضرت مولانا حسین علیؒ کے فتاویٰ مجھے پڑھائے، مگر وہ پڑھنے کے بعد بھی میں نے حضرت والد محترمؒ سے عرض کیا کہ اگر کوئی شخص ایسی تعبیر اختیار کرتا ہے جو اس کو کفر کے دائرہ سے نکالتی ہو تو اس کو کفر کے فتوے سے بچانا ہی زیادہ مناسب ہے۔ ہماری یہ گفتگو اس سے

آگے نہیں بڑھی اور اس کے بعد حضرت والد محترمؒ نے اس مسئلہ پر کبھی مجھ سے بات نہیں کی۔ (الشریعہ خصوصی اشاعت بیاد سرفراز صفدر ص ۲۵۴)

۱۲) دلائل شرعیہ کے متعلق امین اوکاڑوی دیوبندی اور رشید احمد لدھیانوی دیوبندی کا اختلاف تھا، چنانچہ امین اوکاڑوی نے کہا: ''میں نے اپنے دلائل بیان کر دیئے ہیں کہ میں چار دلائل مانتا ہوں۔ نمبر ا۔ کتاب اللہ۔ نمبر ۲ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ نمبر ۳ اجماع امت۔ نمبر ۴ قیاس۔'' (فتوحات صفدر ۳/ ۲۸۱)

رشید احمد لدھیانوی دیوبندی نے لکھا ہے: ''مقلد کے لئے صرف قول امام ہی حجت ہوتا ہے۔'' (ارشاد القاری ص ۲۸۸)

رشید احمد لدھیانوی نے مزید لکھا ہے: ''اور مقلد کے لئے قول امام حجت ہوتا ہے نہ کہ ادلۂ اربعہ کہ ان سے استدلال وظیفہ مجتہد ہے۔'' (ارشاد القاری ص ۴۱۲)

۱۳) امام نعیم بن حماد رحمہ اللہ کے بارہ میں حبیب الرحمٰن اعظمی دیوبندی اور امین اوکاڑوی دیوبندی کا اختلاف ہے۔ چنانچہ امین اوکاڑوی نے لکھا ہے: ''امام صاحب رحمہ اللہ اور ان کی فقہ کے خلاف اگر کوئی معقول اور سچے اعتراضات مل سکتے تو بے چارے نعیم بن حماد کو خدا کے نبی پر جھوٹ بولنے کا کبیرہ گناہ اپنے سر نہ لینا پڑتا اور نہ جھوٹی کہانیاں گھڑنی پڑتیں۔''

(تجلیات صفدر ۱/ ۶۳۶)

دوسری طرف حبیب الرحمٰن اعظمی دیوبندی نے نعیم بن حماد کی سند نقل کرنے کے بعد لکھا ہے: ''(شرح معانی الآثار ج: ۱، ص: ۱۳۲ واسنادہ قوی)''

(غیر مقلدین کیا ہیں؟ ج ۱ ص ۴۵۷)

حبیب الرحمٰن دیوبندی نے امام نعیم بن حماد کی روایت پیش کی ہے اور امین اوکاڑوی نے کہا: ''جھوٹوں کی روایات جھوٹے پیش کرتے ہیں۔''

(فتوحات صفدر ۱/ ۴۲۶، دوسرا نسخہ ۱/ ۳۸۸)

۱۴) محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کے متعلق امین اوکاڑوی کا حسین احمد دیوبندی، انور شاہ

کشمیری اور محمود عالم صفدر اوکاڑوی سے زبردست اختلاف ہے۔ چنانچہ امین اوکاڑوی دیوبندی نے لکھا ہے: ''حضرت امام عبداللہ بن شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہابؒ...''

(تجلیات صفدر ۳/۴۴۶، ۲/۴۷)

دوسری طرف حسین احمد ٹانڈوی دیوبندی نے لکھا ہے: ''صاحبو! محمد بن عبدالوہاب نجدی ابتداءً تیرہویں صدی نجد عرب سے ظاہر ہوا۔ اور چونکہ یہ خیالات باطلہ اور عقائد فاسدہ رکھتا تھا... الحاصل وہ ایک ظالم وباغی خونخوار فاسق شخص تھا۔'' (شہاب ثاقب ص ۴۲)

انور شاہ کشمیری نے کہا: '' أما محمد بن عبدالوهاب النجدی فإنه کان رجلا بلیدًا قلیل العلم فکان یتسارع إلی الحکم بالکفر'' یعنی محمد بن عبدالوہاب نجدی نہایت بے وقوف اور کم علم شخص تھا اور وہ مسلمانوں پر کفر کا حکم لگانے میں بہت تیز تھا۔

(دیکھئے فیض الباری ج ۱ ص ۱۷۰۔۱۷۱)

محمود عالم اوکاڑوی نے لکھا ہے: ''محمد بن عبدالوہاب کے صلاح ومشورہ سے حرمین کی جانب چڑھائی کی اور ایک نیا مذہب آزادی اسلام کے پردے میں بغرض ملک گیری ظاہر کیا، اور بذریعہ اعلان عمل بالسنہ کے تمام مقابر شہدا، ومزارات اولیاء کرام کو منہدم کرکے ان مسلمانوں پر جہاد کا حکم جاری کر دیا جو حرمین میں رہائش پذیر تھے، اور ان کے مال کی لوٹ اور قتل کو جائز رکھا اور ان پر بڑا ظلم کیا۔'' (انوارات صفدر ۱/۱۱۵)

۱۵) صحیح ابن حبان کی تمام احادیث کے صحیح ہونے یا نہ ہونے پر امین اوکاڑوی اور خیر محمد جالندھری دیوبندی کے درمیان اختلاف تھا۔

امین اوکاڑوی نے بعض احادیث (مثلاً فإنه لا صلوة لمن لم یقرأ بها والی حدیث) کو ضعیف لکھا ہے۔ دیکھئے تجلیات صفدر (۴/۹۴)

حالانکہ یہ حدیث صحیح ابن حبان میں موجود ہے۔ دیکھئے حدیث نمبر ۱۷۸۵

لیکن دوسری طرف خیر محمد جالندھری نے لکھا ہے: ''پہلی قسم: وہ کتابیں جن میں سب حدیثیں صحیح ہیں جیسے مؤطا امام مالک، صحیح بخاری، صحیح مسلم، صحیح ابن حبان، صحیح حاکم، مختارہ ضیاء

مقدسی، صحیح ابن خزیمہ، صحیح ابن سکن، منتقی ابن جارود۔" (خیر الاصول فی حدیث رسول ص ۱۱)

۱۶) مصنف ابن ابی شیبہ کی ایک تحریف شدہ حدیث جو کہ سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کی گئی ہے اور اس میں "تحت السرۃ" کا اضافہ ہے، دیوبندیوں کے "شیخ الاسلام" محمد تقی عثمانی کے نزدیک اس حدیث سے کسی کو بھی استدلال نہ کرنا چاہئے۔

(درس ترمذی ۲/۲۲)

لیکن امین اوکاڑوی کے نزدیک اس سے استدلال بالکل صحیح ہے۔

دیکھئے تجلیات صفدر (ج ۲ ص ۲۲۸ تا ۲۳۶)

بلکہ اسی روایت پر بحث کرتے ہوئے جو کہ تقی عثمانی دیوبندی کے نزدیک بھی مشکوک ہے، ماسٹر امین نے اہل حدیث سے مخاطب ہو کر لکھا ہے: "لیکن اس طرح انکار حدیث کر کے یہ اپنی ہی دنیا اور دین بگاڑتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو توبہ کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین"

(تجلیات صفدر ۲/۲۳۶)

۱۷) رفع یدین سے متعلق ایک حدیث کے الفاظ "**كان لا يفعل ذالك في السجود**" کے ترجمہ میں امین اکاڑوی اور ظہور الباری دیوبندی کا اختلاف ہے۔

ظہور الباری دیوبندی نے ان الفاظ کا ترجمہ اس طرح کیا ہے: "یہ رفع یدین سجدہ میں جاتے وقت نہیں کرتے تھے" (تفہیم البخاری علی صحیح البخاری ۱/۲۷۴)

جبکہ دوسری طرف امین اوکاڑوی نے ظہور الباری کی مخالفت کرتے ہوئے، ان الفاظ کا ایسا ترجمہ کیا جو شاید امین اوکاڑوی سے پہلے کسی مسلمان نے بھی نہ کیا ہو۔ چنانچہ امین اوکاڑوی نے لکھا ہے: "**كان لا يفعل ذلك في السجود** کا صحیح ترجمہ یہ ہے کہ جب سجدہ میں ہوتے تو ہاتھ اوپر نہ اٹھاتے (بلکہ زمین پر رکھتے) اس سے سجدوں کو جانے سے پہلے اور سجدوں سے اٹھنے کے وقت رفع یدین کی نفی نہیں نکلتی۔"

(جزء رفع الیدین تحریفات اوکاڑوی ص ۱۷۲)

تنبیہ: بریکٹوں والے الفاظ بھی اوکاڑوی کے ہیں۔

۱۸) عبدالستار تونسوی دیوبندی کے بقول حیات انبیاء علیہم السلام کا عقیدہ اجماعی ہے۔ اوراس کا منکر اہل السنہ والجماعۃ سے ’خارج‘ بدعتی اور معتزلی گمراہ ہے۔اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی، واجب الاعادہ ہے۔ (دیکھئے قافلۂ باطل ج۳ شارہ۴ ص۶۵)

جبکہ مشہور حیاتی دیوبندی ابوبکر غازیپوری نے حیات انبیاء علیہم السلام کے عقیدہ کے متعلق لکھا ہے: ”یہ مسئلہ کافی اختلافی ہے“ (ارمغانِ حق ۱/۳۰۷)

ابوبکر غازیپوری حیاتی دیوبندی نے مزید لکھا ہے: ”آخر میں ایک بات یہ بھی یاد رکھئے کہ حیات انبیاء علیہم السلام کا عقیدہ مدار ایمان نہیں ہے کہ بلا اس عقیدہ کے کسی کے ایمان میں نقصان ہوگا، اس لئے اس بارے میں بہت زیادہ بحث ومباحثہ سے بچنا چاہئے، عموماً اس طرح کی بحثوں میں زیادہ پڑنے سے آدمی اعتدال کی راہ سے بھٹک جاتا ہے، اگر کوئی حیات انبیاء کا قائل نہیں ہے تو یہ اس کا معاملہ ہے“ (ارمغان حق ۱/۳۰۷)

۱۹) اشرفعلی تھانوی کے ملفوظات میں لکھا ہوا ہے: ”ایک صاحب نے عرض کیا کہ تقلید کی حقیقت کیا ہے اور تقلید کس کو کہتے ہیں؟ فرمایا تقلید کہتے ہیں امتی کا قول ماننا بلا دلیل، عرض کیا کہ کیا اللہ اور رسول ﷺ کے قول کو ماننا بھی تقلید کہلائیگا؟ فرمایا کہ: اللہ اور رسول کا حکم ماننا تقلید نہ کہلائیگا وہ اتباع کہلاتا ہے۔“ (ملفوظات ج۳ ص۱۵۳، ملفوظ:۲۲۸)

لیکن اس کے برعکس امین اوکاڑوی نے کہا: ”تقلید کا معنی پیروی ہوتا ہے۔ تابعداری ہوتا ہے کسی کا حکم ماننا ہوتا ہے۔ یہی اطاعت کا معنی ہے اور یہی اتباع کا معنی ہے۔“

(فتوحات صفدر ۱/۲۴۷، دوسرا نسخہ ۱/۲۱۷)

اور دوسری جگہ بھی اوکاڑوی نے اتباع کا معنی تقلید کیا ہے۔ دیکھئے فتوحاتِ صفدر (۳/۳۴)

۲۰) الیاس گھمن کے رسالہ قافلۂ باطل کے ایک مضمون نگار کا نام محمد عمران سلفی ہے اور ایک کا نام محمد رب نواز سلفی ہے۔ (دیکھئے قافلۂ باطل جلد۲ ص۱۷ شارہ۲، قافلہ باطل جلد۲ شارہ۲ ص۲۳)

جبکہ قافلۂ باطل کے ایک اور مضمون نگار محمود عالم صفدر دیوبندی نے سلفی نام کا مذاق اڑاتے ہوئے لکھا ہے: ”(یاد رہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام سلفی

نہیں کہلایا کرتے تھے۔ بلکہ کشاف اصطلاحات الفنون میں ذکر ہے کہ شیعوں کے ایک فرقہ کا نام سلفیہ ہے۔ تاریخ مذاہب اسلام ص ۳۰۲'' (فتوحات صفدر ۲/ ۲۱۸)

حافظ سمعانی رحمہ اللہ نے فرمایا: '' السلفي ... هذه النسبة الى السلف و انتحال مذهبم على ما سمعت '' سلفی... جیسا کہ میں نے سنا ہے: یہ سلف اور ان کے مذہب (مسلک) اختیار کرنے کی طرف نسبت ہے۔ (الانساب ج ۳ ص ۲۷۳، الحدیث حضرو: ۵۷ ص ۴۴)

۲۱) انور شاہ کشمیری دیوبندی اور یوسف بنوری دیوبندی نے سنن نسائی میں ایک حدیث شعبہ عن قتادہ کے طریق کو غلط و تصحیف قرار دیا، ان کے برعکس چنی گوٹھ والے عبدالغفار دیوبندی نے ان کے اقوال کو گمان فاسد کہہ کر رد کر دیا۔ (دیکھئے قافلہ باطل ج ۲ شمارہ ۲ ص ۴۶)

۲۲) دیوبندیوں کے ''مولانا'' عزیز الرحمٰن ہزاروی حیاتی دیوبندی نے ایک رسالہ بنام ''اکابر کا مسلک و مشرب'' لکھا جو دیوبندیوں کے ''مولانا'' عبدالحفیظ مکی صاحب کے مقدمہ اور دیوبندیوں کے ''مولانا'' مفتی حبیب اللہ صاحب کے حاشیہ کے ساتھ چھپا ہے اور اس رسالہ میں بریلویوں کو فرقہ ناجیہ اہل سنت والجماعت تسلیم کیا گیا ہے۔

دیکھئے تجلیات صفدر (۱/ ۴۹۷)

جبکہ ماسٹر امین اوکاڑوی دیوبندی نے اس رسالہ سے بہت زیادہ پریشان ہو کر لکھا ہے:

''یہ ایک حقیقت ہے کہ درخت اپنے پھل سے اور دوائی اپنے اثر سے پہچانی جاتی ہے۔ اس رسالہ مسلک و مشرب کا اثر ملک میں کیا ہوا؟ بریلویوں نے تو رسالہ پڑھ کر یہ تاثر لیا کہ ایک صدی تک علمائے دیوبند ہمارے عقائد و اعمال کی تردید کرتے رہے۔ آج دیوبندیوں نے مان لیا کہ میلاد و عرس کو بدعت کہنا تشدد تھا، غلو تھا۔ جس طرح ان کو سو سال تک بدعت کہنے کے بعد اب مستحب بلکہ سنت کہنے لگے ہیں اسی طرح یہ باقی مسائل میں بھی عنقریب حق کو تسلیم کر لیں گے۔ ہاں یہ سوال آپ کے ذہن میں ابھر رہا ہوگا کہ جب ان حضرات نے ان کی بدعات کو جواز و استحباب کا درجہ دیا تو کتنے بریلوی علماء ان کے ساتھ ملے۔ تو جواب نفی میں ہے کہ کوئی بھی نہیں۔ بلکہ بعض بریلوی علماء نے تو بڑا روکھا جواب دیا کہ صرف میلاد یا

عرس کرنے سے ہمارا تمہارے ساتھ اتحاد نہیں ہو سکتا جب تک اپنے اکابر کو کافر نہ کہو۔

سچ ہے: نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

مماتی لوگوں کے ہاتھ ایک ہتھیار آ گیا۔ وہ لوگوں کو دکھاتے پھرتے ہیں کہ دیکھو یہ لوگ کہتے تھے کہ مماتی دیوبندی نہیں۔ اب دیوبندیوں سے کٹ کر بریلویوں سے کون ملے ہیں۔ کتنے نوجوان اس رسالے کو پڑھ کر مماتی اور غیر مقلدین بن رہے ہیں اور دیوبندیوں میں اس کا اثر کیا ہوا؟ خود حضرت شیخ الحدیث قدس اللہ سرہ کے خلفاء اور متوسلین پریشان ہیں۔ وہ خود بھی اس رسالہ سے اظہار بیزاری فرما رہے ہیں اور دوسرے علماء کو بھی دعوت دے رہے ہیں کہ اس سے بیزاری کا اعلان کرو۔ ایک نئی گروہ بندی پیدا ہو گئی ہے۔ بریلویوں کا اتحاد تو نصیب دشمناں ہے اپنوں میں سخت پھوٹ پڑ گئی ہے۔" (تجلیات صفدر ج ۱ ص ۵۰۴۔۵۰۵)

۲۳) "اقرابها يا فارسي في نفسك" ان الفاظ کا معنی دیوبندیوں کے عقیدہ کے امام خلیل احمد سہارنپوری دیوبندی نے اس طرح کیا ہے: "[اقرابها] اي بام القرآن [يا فارسي في نفسك] سرًا غير جهرًا :" یعنی آہستہ پڑھ بلند آواز سے نہ پڑھ۔

(بذل المجہود ج ۵ ص ۳۹ ح ۸۲۱، الحدیث حضرو: ۶۳ ص ۱۷)

ماسٹر امین اوکاڑوی نے اپنے عقیدہ کے امام کی مخالفت کرتے ہوئے ان الفاظ کا ترجمہ اس طرح کیا ہے: "اے فارسی دل میں سوچ لیا کرو" (جزء القراۃ ص ۸۰)

۲۴) رشید احمد لدھیانوی دیوبندی حیاتی کے متعلق محمد اسلم شیخوپوری حیاتی دیوبندی نے لکھا ہے: "فقیہ العصر حضرت مولانا رشید احمد لدھیانوی مدظلہ العالی"

(چار سو اہم مسائل از محمد ابراہیم صادق آبادی ص ۵)

لیکن دوسری طرف نذیر الحق نقشبندی دیوبندی حیاتی نے رشید احمد لدھیانوی کو "گستاخ رسول" لکھا ہے۔ (زہریلے تیر ص ۷۔۸، عرض حال)

نیز مدرسہ تحفیظ القرآن والعلوم الشرعیہ عیدگاہ صادق آباد کے مہتمم عبدالغفور دیوبندی حیاتی نے رشید احمد لدھیانوی کو نبی ﷺ کی کھلی توہین و تذلیل کرنے والوں میں شمار کیا

ہے۔ دیکھئے زہریلے تیر (ص ۱۴۱، از عبدالغفور دیوبندی حیاتی)

۲۵) محمود عالم صفدر اوکاڑوی کے ''شیخ العرب والعجم شیخ المناظرین، مناظر اعظم'' عبدالستار تونسوی کے نزدیک حافظ ابن حزم کا شمار اہل سنت کے علماء اور بزرگان دین میں ہوتا ہے۔ دیکھئے بے نظیر ولا جواب مناظرہ (ص ۶۳)

نیز عبدالستار تونسوی دیوبندی نے علامہ نووی اور حافظ ابن حزم کے فتاویٰ پیش کر کے ایک شیعہ مناظر سے کہا: ''مولوی اسمٰعیل صاحب! ان فتاوی اہل سنت پر نظر نہیں پڑتی؟''

(بے نظیر ولا جواب مناظرہ ص ۶۴)

لیکن اس کے برعکس امین اوکاڑوی نے کہا: ''ابن حزم جھوٹا ہے'' (فتوحات صفدر ۲/۶۳)

اور یہ بھی کہا: ''ابن حزم تو ہمارا ہے ہی نہیں'' (ایضاً)

۲۶) انوار خورشید دیوبندی نے ایک من گھڑت روایت سے استدلال کرتے ہوئے لکھا ہے: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امام کے پیچھے قرأت کرنے سے منع فرمایا ہے۔''

(حدیث اور اہلحدیث ص ۳۲۸)

لیکن دوسری طرف آل دیوبند کے حکیم الامت اشرف علی تھانوی نے کہا:

''اب رہا یہ امر کہ مقتدیوں کو جو قراۃ خلف الامام سے منع کیا جاتا ہے تو اس باب میں کوئی حدیث نہیں ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منع ثابت ہو۔'' (تقریر ترمذی ص ۶۸)

۲۷) الیاس گھمن کے عملی تعاون سے لکھی گئی کتاب ''سیف حنفی'' میں امجد سعید دیوبندی نے لکھا ہے: ''چنانچہ فقہائے کرام نے بھینس اور گائے کی علت میں جب غور کیا تو یہ معلوم ہوا کہ بھینس اور گائے میں ''جگالی'' کر کے کھانے والی مشترکہ علت پائی جاتی ہے، اس لئے فقہائے امت نے بھینس کو گائے پر قیاس کرتے ہوئے حلال قرار دیا۔'' (سیف حنفی ص ۲۵)

لیکن اس کے برعکس آل دیوبند کے ''مفتی اعظم پاکستان'' محمد شفیع نے لکھا ہے:

''اس جملہ میں اس خاص معاہدہ کا بیان آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمھارے لئے اونٹ، بکری، گائے، بھینس وغیرہ کو حلال کر دیا ہے۔ ان کو شرعی قاعدہ کے موافق ذبح کر کے کھا سکتے

ہیں ۔'' (معارف القرآن ۱۴۳/۳)

ان دونوں دیوبندیوں کے فتوؤں میں واضح تضاد ہے، کیونکہ یہ تو ہر مسلمان جانتا ہے کہ جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے حلال قرار دیا ہو اس میں خطاء کا احتمال نہیں ہوسکتا، جبکہ تقی عثمانی نے لکھا ہے: ''اور ائمہ مجتہدین کے بارے میں تمام مقلدین کا عقیدہ یہ ہے کہ ان کے ہر اجتہاد میں خطاء کا احتمال ہے،'' (تقلید کی شرعی حیثیت ص ۱۲۵)

تنبیہ: آل دیوبند کے نزدیک قیاس اور اجتہاد ایک ہی چیز ہے۔

(دیکھئے غیر مقلدین کیا ہیں؟ ج ۱ ص ۳۶۵)

۲۸) امین اوکاڑوی نے کہا: ''آخر تقلید شخصی پر اجماع ہو گیا تو چوتھی صدی سے چودھویں صدی تک پوری اسلامی دنیا میں قابل ذکر دو فرقے رہ گئے، ایک شیعہ، ایک اہل سنت والجماعت'' (فتوحات صفدر ۸۴/۱)

دوسری طرف اشرفعلی تھانوی نے کہا: ''یعنی جو مسئلہ چاروں مذہبوں کے خلاف ہو اس پر عمل جائز نہیں کہ حق دائر و منحصران چار میں ہے مگر اس پر بھی کوئی دلیل نہیں کیونکہ اہل ظاہر ہر زمانہ میں رہے اور یہ بھی نہیں کہ سب اہل ہوی ہوں وہ اس اتفاق سے علیحدہ رہے دوسرے اگر اجماع ثابت بھی ہو جاوے مگر تقلید شخصی پر تو کبھی اجماع بھی نہیں ہوا'' (تذکرۃ الرشید ۱۳۱/۱)

۲۹) اہل حدیث کے متعلق امین اوکاڑوی نے لکھا ہے: ''غیر مقلدین کی زبان قلم پر تو غلطی سے بھی حق نہیں آتا'' (تجلیات صفدر ۶۶/۷)

لیکن اس کے برعکس امین اوکاڑوی کے پیر و مرشد احمد علی لاہوری دیوبندی نے کہا: ''میں قادری اور حنفی ہوں۔ اہل حدیث نہ قادری ہیں اور نہ حنفی۔ مگر وہ ہماری مسجد میں ۴۰ سال سے نماز پڑھ رہے ہیں میں ان کو حق پر سمجھتا ہوں''

(ملفوظات طیبات ص ۱۲۶، یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین مرتب محمد عثمان غنی، دوسرا نسخہ ص ۱۱۵)

۳۰) رشید احمد گنگوہی نے لکھا ہے: ''احادیث جہر آمین ورفع الیدین وغیرہ میں صحیح ہیں۔''

(جواہر الفقہ ج ۱ ص ۱۴۹)

جبکہ اوکاڑوی نے گنگوہی کے برعکس لکھا ہے: ''جن دو چار ضعیف اور کمزور روایتوں کا سہارا لیا جاتا ہے ان میں سے صرف اتنا ہی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے کسی وقت آمین بلند آواز سے کہی۔'' (تجلیات صفدر ج ۳ ص ۱۴۸)

۳۱) دیوبندی ''مفتی'' محمد شفیع سے پوچھا گیا کہ ''جو شخص ائمہ اربعہ میں سے کسی کا مقلد نہ ہو تو اُس کی امامت جائز ہے یا نہیں؟'' اس نے جواب دیا: ''ایسے شخص کی امامت فی نفسہ تو جائز ہے مگر چونکہ اس زمانہ میں جو لوگ ائمہ مجتہدین کی تقلید نہیں کرتے اور بزعم خود حدیث پر عمل کرنے کے مدعی ہیں اُن کے بعض افعال ایسے ہیں جو مفسد صلوٰۃ ہوتے ہیں۔ مثلاً وہ لوگ ڈھیلے سے استنجا نہیں کرتے اور اس زمانہ میں قطرہ کا آنا عموماً یقینی ہو گیا ہے۔ اس لئے ایسے لوگوں کے پاجامے اکثر ناپاک ہوتے ہیں بایں وجہ اُن کی امامت سے احتراز چاہئے فقط۔'' (جواہر الفقہ ج ۱ ص ۱۳۳۔۱۳۴)

اس فتوے سے معلوم ہوا کہ تارکِ تقلید اور اہلِ حدیث کے پیچھے دیوبندیوں کی نماز فی نفسہ جائز ہے، رہا یہ کہ بعض اہلِ حدیث پانی سے استنجا کرنے سے پہلے ڈھیلا استعمال نہیں کرتے اور صرف پانی سے استنجا کرنے پر ہی اکتفا کر لیتے ہیں تو عرض ہے کہ دیوبندی ''مفتیٔ اعظم'' عزیز الرحمٰن نے بحوالہ فتاویٰ شامی لکھا ہے: ''...اور یہ بھی شامی میں ہے کہ اگر صرف پانی سے استنجا کیا جاوے تو سنت ادا ہو جائے گی مگر افضل یہ ہے کہ دونوں کو جمع کرے یعنی ڈھیلے یا کپڑے وغیرہ سے استنجا کر کے پانی سے کرے...'' (فتاویٰ دار العلوم دیوبند ۱/ ۱۷۵)

معلوم ہوا کہ ایک دیوبندی نے جس عمل پر اعتراض کیا وہ عمل دوسرے دیوبندی کے نزدیک سنت سے ثابت ہے، رہا افضل اور مفضول کا مسئلہ تو اس کی وجہ سے نمازِ اہلِ حدیث امام کے پیچھے نہ پڑھنے کا فتویٰ ہر منصف مزاج شخص کے نزدیک باطل ہے۔

اس طرح اور بھی کئی اختلافات آلِ دیوبند میں پائے جاتے ہیں، مثال کے طور پر عام دیوبندی حدیث اور سنت میں فرق بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ عمل سنت پر کیا جائے گا نہ کہ حدیث پر، لیکن انوار خورشید دیوبندی (اصل نام نعیم الدین) نے لکھا ہے: '' حالانکہ جس

قدر حدیث پر احناف عمل کرتے ہیں کوئی اور نہیں کرتا" (حدیث اور اہل حدیث ص ۹۸)

اور بعض اوقات اہل حدیث کی تردید میں اپنی فقہ حنفی کو بھی جھٹلا دیتے ہیں، مثلاً انوار خورشید نے لکھا ہے: "یاد رہے کہ آئمہ اربعہ (حضرت امام ابوحنیفہؒ، حضرت امام مالکؒ اور حضرت امام احمد بن حنبل) میں سے کوئی امام بھی سینہ پر ہاتھ باندھنے کا قائل نہیں"

(حدیث اور اہل حدیث ص ۲۸۰)

جبکہ ہدایہ میں امام شافعی رحمہ اللہ کا مسلک سینہ پر ہاتھ باندھنا لکھا ہوا ہے۔

(ہدایہ اولین ص ۱۰۱، باب صفۃ الصلاۃ، نیز دیکھئے اشرف الہدایہ ۲/۲۰)

اور دعویٰ تقلید کے باوجود حیاتی مماتی اختلاف بھی ختم نہ ہو سکا۔ امین اوکاڑوی کے بقول مماتیوں نے حیاتی دیوبندیوں کو ہندو قرار دیا۔ دیکھئے تجلیات صفدر (۷/۱۶۳)

محمد زبیر صادق آبادی

مسئلہ تراویح اور الیاس گھمن کا تعاقب (قسط نمبر ۲)

راقم الحروف نے الیاس گھمن دیوبندی کے تعاقب میں مسئلہ تراویح پر ایک تحقیقی مضمون لکھا تھا، جسے پڑھ کر آلِ دیوبند اتنا پریشان ہوئے کہ طعن زنی پر اتر آئے اور راقم الحروف کو بوتل فروش وغیرہ کہہ کر طعنہ دیا، حالانکہ بعض دیوبندی علماء بھی یہی کام کرتے ہیں۔ محنت کر کے رزقِ حلال کمانا بُری بات نہیں بلکہ بہت اچھا کام ہے۔

نیز دیکھئے عبدالقیوم حقانی دیوبندی کی کتاب: ''اربابِ علم وکمال اور پیشۂ رزقِ حلال''

راقم الحروف کے مضمون کے جواب میں ایک مختصر سا مضمون لکھنے والے مجہول دیوبندی نے گھبراہٹ کی وجہ سے اپنا نام بھی نہیں لکھا اور ایسی کارروائی امین اوکاڑوی کے نزدیک خناس کی علامت ہے۔ چنانچہ ماسٹر امین اوکاڑوی نے لکھا ہے: ''پہلی تحقیق جناب کی یہ ہے کہ اپنا نام چھپالیا... ورنہ قرآن پاک وسوسے ڈال کر چھپ جانے والے کو محمدی نہیں خناس کہتا ہے۔'' (تجلیات صفدر ۷/۲۶۹)

ماسٹر امین اوکاڑوی کے مذکورہ قول کی مناسبت سے مجہول دیوبندی کا خناس ہونا ثابت ہوتا ہے۔ بوتل فروش کا طعنہ دینے والے نے اپنے بارے میں نہیں بتایا کہ وہ کیا کام کرتا ہے؟ کیا امام ابوحنیفہ کی تقلید کا دعویٰ کرتے ہوئے اُن سے بغاوت کر کے دینی امور پر تنخواہ خوری کرتا ہے۔ بوتل فروش کا طعنہ دینے والے سے پہلے ماسٹر امین نے بھی حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ کو کپڑا فروش کا طعنہ دیا تھا۔ (دیکھئے تجلیات صفدر ۴/۲۰۶)

حالانکہ اپنی اسی کتاب میں اوکاڑوی نے یہ بھی لکھا ہے: ''حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی مدینہ منورہ میں کپڑے کی دکان تھی اور امام صاحب کا بھی کپڑے کا کاروبار تھا۔'' (تجلیات صفدر ۴/۲...)

یعنی آلِ دیوبند جس کاروبار کو خود مقدس سمجھتے ہیں، اس کا بھی طعنہ دینے سے باز نہیں آتے، حالانکہ ماسٹر امین اوکاڑوی کے والد نے ایک مرزائی کی ملازمت (نوکری) کر کے

مرزائی کے دیئے ہوئے پیسوں سے ماسٹر امین کا پیٹ پالا تھا۔

(دیکھئے تجلیات صفدر ۱؍۴۰ کا ابتدائی حصہ از قلم میاں محمد افضل ساہیوال)

راقم الحروف کے تحقیقی مضمون کا مکمل جواب دینے کی بجائے مجہول دیوبندی نے رسالہ شائع کرنے کا وعدہ فرمایا ہے، البتہ گھمن نے ایک جھوٹی روایت کا جو غلط ترجمہ کیا تھا اس کے دفاع کی ناکام کوشش کی ہے۔ راقم الحروف نے گھمن دیوبندی کو سمجھایا تھا کہ اگر کوئی روایت تراویح کے متعلق ہو تو فرائض کو اس میں شامل نہیں کیا جاتا اور یہ مثال بھی دی تھی کہ تئیس (۲۳) رکعات کی ضعیف روایت کا ترجمہ اس طرح نہیں کیا جاتا کہ چار فرض سولہ تراویح اور تین وتر! تو مجہول دیوبندی نے کچھ اقوال پیش کر کے میری مزید تائید فرما دی اور جس جھوٹی روایت کا گھمن نے غلط ترجمہ کیا تھا اس کے متعلق کسی محدث سے ایک حرف بھی نہ لکھا اور ان شاء اللہ کبھی لکھ بھی نہیں سکے گا۔ کیا ہے کوئی دیوبندی جو گھمن کی جھوٹی روایت کا ترجمہ کسی متفقہ امام سے ثابت کرے کہ اس نے یہ فرمایا ہو: میں بیس تراویح اس لئے پڑھتا ہوں کہ میرے پاس سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے؟ اور یہ تو آلِ دیوبند کی عادت ہے کہ جس مسئلہ میں دلائل جتنے کمزور ہوں گے اس میں جھوٹ بھی اتنا ہی بڑا بولیں گے، مثال کے طور پر الیاس گھمن کے عملی تعاون سے لکھی گئی کتاب سیف حنفی (دیکھئے ص ۱۷) میں امجد سعید دیوبندی نے لکھا ہے: ''... ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا ہی سنت ہوا اور اسی پر اجماع امت ہے۔'' (سیف حنفی ص ۵۴) حالانکہ الیاس گھمن کی اپنی تحریر سے بھی یہ ثابت ہے کہ اس مسئلہ پر اجماع نہیں۔ دیکھئے قافلہ باطل (جلد ۱ شمارہ ۳ ص ۶)

اور آلِ دیوبند کے ''شیخ الاسلام'' تقی عثمانی نے لکھا ہے: ''... ہاتھ سینے پر باندھے جائیں یا ناف پر؟ ان تمام مسائل میں ائمۂ مجتہدین کا اختلاف محض افضلیت میں ہے، ورنہ یہ تمام طریقے سب کے نزدیک جائز ہیں، لہٰذا ان اختلافات کو حلال وحرام کی حد تک پہنچا کر اُمت میں انتشار پیدا کرنا کسی طرح جائز نہیں'' (تقلید کی شرعی حیثیت ص ۱۵۸)

قارئین کرام! گھمن نے پہلی روایت میں بھی بد دیانتی کی تھی، لیکن دوسری موضوع

روایت میں تو بددیانتی کی انتہا کر دی۔ الیاس گھمن نے دوسری روایت کا ترجمہ اس طرح نقل کیا ہے: '' حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان شریف میں بیس رکعات نماز (تراویح) اور وتر پڑھاتے تھے۔'' (قافلہ...ج ۴ شمارہ ۳ ص ۶۳)

حالانکہ یہ ترجمہ بالکل غلط ہے۔ گھمن نے بددیانتی کرتے ہوئے ایسا ترجمہ کیا ہے کہ گویا یہ رکعتیں جماعت کے ساتھ پڑھی گئی تھیں، جبکہ گھمن کی نقل کردہ روایت کی ایک سند میں یہ بھی آیا ہے کہ ''في غير جماعة '' یعنی یہ رکعتیں بغیر جماعت کے تھیں۔

(دیکھئے السنن الکبریٰ للبیہقی ۲/۴۹۶)

اور ماسٹر امین اوکاڑوی نے گھمن کی نقل کردہ روایت کے متعلق لکھا ہے:

'' کیونکہ یہ گھر کا واقعہ ہے جو بغیر جماعت کا ہے، اسے عبداللہ بن عباسؓ کے سوا کسی نے روایت نہیں کیا اور...'' (تجلیات صفدر ۳/۲۲۹)

آلِ دیوبند کے ''شہید اور مفتی'' محمد یوسف لدھیانوی نے گھمن کی نقل کردہ روایت کا ترجمہ ان الفاظ میں کیا ہے: '' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں بیس رکعتیں اور وتر پڑھا کرتے تھے'' (اختلافِ اُمت اور صراطِ مستقیم ج ۲ ص ۱۷۱، دوسرا نسخہ ص ۷۵-۴)

یہی ترجمہ انوار خورشید (نعیم الدین دیوبندی) نے ''حدیث اور اہلحدیث'' صفحہ ۶۳۵ پر کیا ہے، لہٰذا گھمن کا ترجمہ یقیناً غلط ہے۔

ترجمانِ احناف میں لکھا ہوا ہے: '' حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ بے شک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ماہِ رمضان میں بلا جماعت بیس رکعات اور وتر پڑھتے تھے۔ بیہقی'' (ص ۶۱)

یاد رہے کہ گھمن کا مذکورہ ترجمہ کتابت کی غلطی نہیں، بلکہ یہی بددیانتی گھمن کے عملی تعاون سے لکھی گئی کتاب: ''سیف حنفی'' (ص ۱۸۸) میں بھی کی گئی ہے۔ ہمیں ایمان فروشی کا طعنہ دینے والوں کے برعکس دیوبندیوں کے ''امام الاولیاء'' احمد علی لاہوری نے کہا: ''میں قادری اور حنفی ہوں۔ اہلِ حدیث نہ قادری ہیں اور نہ حنفی مگر وہ ہماری مسجد میں ۴۰ سال سے نماز پڑھ رہے ہیں۔ میں ان کو حق پر سمجھتا ہوں۔'' (ملفوظات طیبات ص ۱۱۵، دوسرا نسخہ ۱۲۶)

محمد زبیر صادق آبادی

مناظرہ ٹھل کی حقیقت

مناظرہ فاتحہ خلف الامام مابین اہل حدیث اور دیوبندی حیاتی

یہ مناظرہ ۲۳/ مئی ۲۰۱۰ء ضلع جیکب آباد تحصیل ٹھل صوبہ سندھ میں ہوا۔

☆ اہلِ حدیث مناظر حافظ محمد عمر صدیق گوجرانوالہ

☆ دیوبندی مناظر محمد آصف ملتانی

اہلِ حدیث صدر مناظر محمد صدیق رضا

دیوبندی صدر مناظر عبداللہ وڑائچ

مناظرہ ٹھل میں اہلِ حدیث مناظر حافظ محمد عمر صدیق صاحب کے دلائل کا خلاصہ

۱) حافظ محمد عمر صدیق حفظہ اللہ نے سورۃ طٰہٰ کی آیت: ﴿وَ سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ ...﴾ (۱۷۰) سے تفسیر ماجدی: ص ۶۵۵ کے حوالے سے ثابت کیا کہ ''سَبِّحْ'' سے مراد نماز ہے۔ اور صحیح مسلم کی حدیث: ((قَالَ اللّٰهُ حَمِدَنِي عَبْدِي)) سے ثابت کیا کہ ''حمد'' سے مراد سورۃ الفاتحہ ہے اور کہا کہ یہ مسلّمہ قاعدہ ہے کہ عام حکم سب کے لئے ہوتا ہے۔

۲) اہلِ حدیث مناظر نے صحیح بخاری سے حدیث پیش کی کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص سورۃ الفاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی'' اور پھر چار علمائے دیوبند کے حوالے سے بتایا کہ اس حدیث کے راوی سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو مقتدی کے لئے سمجھا ہے۔ اس کے جواب میں دیوبندی مناظر آصف نے کہا کہ امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث کے راوی سفیان رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث اکیلے نمازی کے لئے ہے۔ اہلِ حدیث مناظر نے اس کا یہ جواب دیا کہ اگر امام ابوداود رحمہ اللہ سے لے کر امام سفیان تک اس قول کی متصل سند پیش کردو تو ایک لاکھ روپیہ انعام، پھر دیوبندی مناظر، صحابی کے مقابلے میں ایک امام کا غیر ثابت شدہ قول پیش کرنے کے بعد پورے مناظرے میں

اس کی سند پیش نہ کر سکا۔

نیز اہلِ حدیث مناظر حافظ محمد عمر صدیق حفظہ اللہ نے ثابت کیا کہ دیوبندیوں کے نزدیک امام اور اکیلے نمازی کے لئے بھی سورۃ فاتحہ پڑھنا لازمی نہیں اور دیوبندیوں کی ایک معتبر کتاب ''رسولِ اکرم ﷺ کا طریقۂ نماز'' کے صفحہ نمبر ۱۱۱ سے پڑھ کر سنایا کہ تمھارے ''مفتی'' جمیل نے لکھا ہے: ''ان دونوں آیتوں سے ثابت ہوا کہ نماز میں قرآن پڑھنا فرض ہے، اور وہ بھی وہ حصہ جو نماز پڑھنے والا بسہولت پڑھ سکے۔ کوئی لازمی نہیں کہ وہ سورۃ فاتحہ ہی ہو، کوئی بھی سورہ ہو سکتی ہے۔''

۳) اہلِ حدیث مناظر عمر صدیق صاحب نے صحیح ابی عوانہ سے حدیث پیش کی جس کے راوی سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر نماز جس میں سورۃ الفاتحہ نہ پڑھی جائے وہ ناقص ہے، پوری نہیں ہے۔ میں نے کہا: اگر میں امام کے پیچھے ہوں، تو آپ نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: اے فارسی! آہستہ بغیر آواز بلند کئے پڑھا کرو۔ دیوبندی مناظر محمد آصف پورے مناظرے میں اس حدیث کو ضعیف ثابت نہ کر سکے۔

٤) اہلِ حدیث مناظر محمد عمر صدیق صاحب نے موطأ امام مالک سے حدیث پیش کی کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے نماز پڑھی اور اس میں سورۃ الفاتحہ نہ پڑھی تو اس کی نماز ناقص ہے ناقص ہے ناقص ہے، ہرگز پوری نہیں۔

(راویٔ حدیث) ابو سائب رحمہ اللہ نے کہا: اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ! کبھی میں امام کے پیچھے ہوتا ہوں؟ تو دبایا سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے میرا ہاتھ اور کہا: یعنی اے فارسی! اسے آہستہ پڑھا کرو، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، آپ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تقسیم کی گئی نماز میرے اور بندے کے درمیان آدھوں آدھ، آدھی میری اور آدھی اس کی اور میرے بندے نے جو مانگا اسے دیا جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پڑھا کرو۔

اس حدیث سے بھی ثابت ہوا نبی ﷺ نے مقتدی کو سورۃ الفاتحہ پڑھنے کا حکم دیا۔

اس حدیث کو بھی دیوبندی مناظر پورے مناظرے میں ضعیف ثابت نہ کر سکا۔

۵) سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی ﷺ نے صحابہ کرام کو نماز پڑھائی جب نبی ﷺ نے اپنی نماز کو پورا کیا تو صحابہ کرام کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: کیا تم قراءت کرتے ہو جب امام قراءت کرتا ہے؟ صحابہ کرام خاموش رہے، آپ ﷺ نے تین دفعہ پوچھا، کہنے والوں نے کہا: ہم ایسا کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ایسا مت کیا کرو اور خاموشی سے امام کے پیچھے فاتحہ پڑھا کرو۔

اس حدیث کو بھی دیوبندی مناظر محمد آصف ضعیف ثابت نہ کر سکا۔

٦) اہلِ حدیث مناظر عمر صدیق نے حنفی امام علی متقی کی کتاب: کنز العمال سے حدیث پیش کی کہ سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی۔

اور اسی کتاب سے دکھایا کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

دیوبندی مناظر محمد آصف پورے مناظرے میں اس حدیث کے کسی راوی پر کوئی جرح نہ کر سکے۔ یہ حدیث اہلِ حدیث مناظر نے اپنی پانچویں ٹرم (باری) میں پیش کی اور دیوبندی مناظر کی اس کے بعد پانچویں ٹرم تھی، اس نے اپنی پانچویں اور چھٹی ٹرم میں بھی اس کا کوئی جواب نہ دیا اور پھر ساتویں اور آخری ٹرم میں اپنے ہی ایک مولوی کی کتاب ''معارف السنن'' سے اس کی سند اور متن میں اضطراب ثابت کرنے کی کوشش کی، لیکن اہلِ حدیث مناظر کی پیش کردہ حدیث کی سند اور متن کو زیرِ بحث ہی نہ لائے۔ اس کی وضاحت اہلِ حدیث مناظر نے مناظرے میں ہی کر دی کہ محمد آصف دیوبندی نے کسی محدث کا تبصرہ پیش ہی نہیں کیا بلکہ اپنے مولوی کا تبصرہ پیش کیا اور وہ تبصرہ بھی میری پیش کردہ حدیث پر نہیں ہے۔

تنبیہ: محمد آصف دیوبندی نے علامہ البانی رحمہ اللہ کے حوالے سے سیدنا عبادہ رضی اللہ عنہ کی روایت کو ضعیف کہا، لیکن جس حدیث کو محمد عمر صدیق نے پیش کیا تھا اور ثابت کیا تھا کہ علی متقی حنفی امام کی کتاب ہی میں اس کی سند کو صحیح لکھا ہوا ہے، وہ حدیث ہی اور تھی، بلکہ متعصب

دیوبندی کی کتاب میں بھی اہلِ حدیث مناظر کی پیش کردہ حدیث کی نہ تو سند موجود تھی اور نہ متن تھا۔

البتہ جس حدیث کو محمد آصف دیوبندی نے علامہ البانی کے حوالہ سے ضعیف ثابت کرنے کی کوشش کی، اس حدیث کو بھی دیوبندیوں کے استاذ العلماء عبدالحی حنفی سمیت بہت سے علماء اور محدثین نے صحیح یا حسن کہا ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱: امام ترمذی فرماتے ہیں: ''**هذا حديث حسن .**'' یہ حدیث حسن ہے۔

۲: امام دارقطنی فرماتے ہیں: ''**هذا إسناد حسن**'' یہ سند حسن ہے۔

۳: امام بیہقی فرماتے ہیں: ''**هذا إسناد صحيح**'' اس کی سند صحیح ہے۔

(کتاب القراءة ص ۴۷)

۴: امام ابن حبان نے اسے صحیح ابن حبان میں ذکر کیا ہے۔

۵: امام ابن خزیمہ نے اسے صحیح ابن خزیمہ میں ذکر کیا ہے۔

۶: امام ابوداود نے بھی اسے صحیح کہا ہے، جیسا کہ حافظ ابن حجر نے لکھا ہے:

''**صححه أبو داود والترمذي والدارقطني و ابن حبان والبيهقي .**''

اس حدیث کو ابوداود، ترمذی، دارقطنی، ابن حبان اور بیہقی نے صحیح کہا ہے۔

(التلخيص الحبير ۱/۸۷)

۷: امام خطابی فرماتے ہیں: ''**إسناده جيد لا مطعن فيه .**''

اس کی سند جید ہے جس میں کوئی طعن نہیں۔ (معالم السنن ص ۳۹۰ جلد ۱)

۸: علامہ منذری نے تلخیص السنن (ص ۳۹۰ جلد ۱) میں امام ترمذی کی تحسین نقل کرتے ہوئے خاموشی اختیار کی ہے۔

۹: حافظ ابن قیم فرماتے ہیں کہ امام بخاری نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔

(تہذیب السنن ص ۳۹۰ جلد ۱)

ان کے الفاظ یہ ہیں: ''**و قد رواه البخاري في كتاب القراءة خلف الإمام و**

قال : هو صحيح ووثق ابن إسحاق وأثنى عليه و احتج بحديثه . "

۱۰: امام حاکم نے بھی المستدرک میں اسے " مستقیم الأسناد " کہا ہے۔

۱۱: حافظ ابن حجر لکھتے ہیں: " رجاله ثقات " (الدرایہ ص ۹۴)

اور نتائج الافکار میں فرماتے ہیں: " هذا حديث حسن " (امام الکلام ص ۲۵۸)

۱۲: علامہ ابن علان لکھتے ہیں: " صحيح لا مطعن فيه و ممن صححه الترمذي والدارقطني والحاكم والبيهقي والخطابي وغيرهم " (الفتوحات الربانیہ ۱۹۳/۲)

۱۳: علامہ ابن الملقن لکھتے ہیں: " هذا الحديث جيد " (البدر المنیر ۵۲۸/۳)

۱۴: علامہ شوکانی نے بھی اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ (السیل الجرار ص ۲۱۹ جلد ۱)

۱۵: عبدالحی حنفی لکھتے ہیں: "هو حديث صحيح قوی السند " (سعایہ ص ۳۰۳ جلد ۲)

اور غیث الغمام (ص ۲۵۶) میں لکھتے ہیں: " حديث عبادة صحيح أو حسن عند جماعة من المحدثين . " ترجمہ: عبادہ کی حدیث محدثین کی ایک جماعت کے نزدیک صحیح یا حسن ہے۔ (بحوالہ توضیح الکلام ص ۲۲۲۔۲۲۳)

نیز خیر محمد جالندھری کے نزدیک بھی یہ حدیث صحیح ہے، کیونکہ خیر محمد جالندھری نے لکھا ہے:
" وہ کتابیں جن میں سب حدیثیں صحیح ہیں، جیسے موطأ امام مالک، صحیح بخاری، صحیح مسلم، صحیح ابن حبان، صحیح حاکم، مختارہ ضیاء مقدسی، صحیح ابن خزیمہ، صحیح ابی عوانہ، صحیح ابن سکن، منتقی ابن جارود۔ (خیر الاصول ص ۱۱)

اگر ایک حدیث ایک ہی راوی یا مختلف راوی مختلف الفاظ سے بیان کریں تو پھر بھی وہ حدیث مضطرب نہیں ہوتی، مثلاً پہلی وحی کے متعلق جس حدیث میں نبی ﷺ نے جبرائیل سے فرمایا تھا: " ما أنا بقاري "، لیکن اس حدیث کو بعض راویوں نے اس طرح بیان کیا ہے: " كيف أقرأ " اور بعض نے " مَاذَا أقرأ " ؟
تفصیل کے لئے دیکھئے ازالۃ الریب (ص ۳۱)

اب دیکھئے دیوبندیوں کے " امام " سرفراز صفدر کے نزدیک کوئی روایت بھی مضطرب

نہیں بلکہ دونوں صحیح ہیں۔

چونکہ دیوبندی مناظر نے شرائطِ مناظرہ کی مخالفت کرتے ہوئے آخری ٹرم میں حدیثِ عبادہ رضی اللہ عنہ پر تبصرہ کیا، جبکہ شرائط میں لکھا گیا تھا کہ آخری ٹرم میں کوئی نئی بات پیش نہیں کی جائے گی، بلکہ پہلی باتوں کو دہرایا جائے گا، اس لئے ہم نے بھی الزامی طور پر اس کی آخری ٹرم پر تبصرہ کیا ہے۔

۷) اہلِ حدیث مناظر عمر صدیق صاحب نے مصنف عبدالرزاق سے حدیث پیش کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی نے فرمایا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم امام کے پیچھے پڑھتے ہو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ یہ بات فرمائی، صحابہ کرام نے کہا: ہاں اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم پڑھتے ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: امام کے پیچھے سوائے سورۃ الفاتحہ کے اور کچھ نہ پڑھا کرو۔

دیوبندی مناظر محمد آصف اس حدیث کو پورے مناظرے میں ضعیف ثابت نہ کر سکے۔

۸) اہلِ حدیث مناظر عمر صدیق صاحب نے امام بخاری کی کتاب جزء القراءۃ سے عمرو ابن شعیب عن أبیہ عن جدہ کی سند سے حدیث پیش کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میرے پیچھے قراءت کرتے ہو؟ صحابہ نے کہا: جی ہاں! نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سورۃ الفاتحہ کے علاوہ نہ پڑھا کرو۔

دیوبندی مناظر اس حدیث کو بھی پورے مناظرے میں ضعیف ثابت نہ کر سکے۔

اس کے علاوہ اور بھی بہت سے دلائل اہلِ حدیث مناظر نے پیش کیے جو ہم نے اختصار کی وجہ سے بیان نہیں کیے۔ مناظرہ ٹھل میں دیوبندی مناظر محمد آصف نے تسلیم کر لیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مقتدی کو سورۃ الفاتحہ پڑھنے کی اجازت دی تھی، لیکن یہ اجازت منسوخ ہے اور منسوخیت پر جو دلائل دیئے ان کا خلاصہ پیشِ خدمت ہے:

۱) دیوبندی مناظر محمد آصف نے قرآن مجید کی آیت: ﴿ وَ اِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ ﴾ پیش کر کے کہا کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے بھی فرمایا: یہ نماز کے بارے میں نازل ہوئی۔

اس کے جواب میں اہلِ حدیث مناظر محمد عمر صدیق صاحب نے کئی جوابات دیئے،

اُن میں سے ایک جواب یہ بھی تھا کہ کتاب القراءۃ سے آپ نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی تفسیر پیش کی ہے، لیکن اسی کتاب القراءۃ میں لکھا ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے مقتدی کو سورۃ الفاتحہ پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ اور پھر کہا: اگر یہ حوالہ غلط ثابت کر دو تو ایک لاکھ روپیہ انعام۔ (حوالہ وڈیو میں دیکھئے کلپ نمبر ۳ وقت ۴۰: ۳۲) نیز دیوبندی علماء کی کتابوں سے دکھایا کہ عید کی نماز میں بعد میں آنے والا مقتدی تکبیر تحریمہ کے بعد تین زائد تکبیریں ایسے وقت بھی کہے گا جب امام قرآن پڑھ رہا ہوگا۔ اگر امام کے قرآن پڑھنے کی موجودگی میں تکبیریں کہہ کر زبان کو حرکت دی جاسکتی ہے تو سورۃ الفاتحہ کیوں نہیں پڑھی جا سکتی؟ اہلِ حدیث مناظر نے دیوبندیوں کی کتاب تجلیاتِ صفدر (۵/۵۲) سے ثابت کیا کہ صحابی اپنی روایت کے خلاف عمل نہیں کرسکتا اور یہ اصول بھی خود دیوبندیوں کا ہے۔

۲) محمد آصف دیوبندی نے ایک حدیث ﴿ وَ اِذَا قَرَأَ فَاَنْصِتُوْا ﴾ تقریباً ۱۴ مرتبہ پیش کی، اس کے جواب میں اہلِ حدیث مناظر محمد عمر صدیق نے کہا کہ ''انصات'' یعنی خاموش رہنے کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ سورۃ الفاتحہ نہ پڑھو، کیونکہ نبی ﷺ خاموش رہ کر ''اَللّٰھُمَّ بَاعِدْ بَیْنِيْ ... اِلخ'' دعا پڑھتے تھے تو ہم خاموش رہ کر سورۃ الفاتحہ کیوں نہیں پڑھ سکتے؟ نیز یہ بھی بتایا کہ خاموش رہنے کا مطلب صرف نہ پڑھنا ہی نہیں ہوتا، کیونکہ نبی ﷺ نے مقتدی کو نمازِ جمعہ میں ساری نماز میں خاموش رہنے کا حکم دیا ہے اور دیوبندیوں کی کتاب ''اختلاف امت اور صراطِ مستقیم'' سے ایک حدیث پیش کی کہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے اسی مضمون کی حدیث مروی ہے، اس کے الفاظ یہ ہیں:

ترجمہ: ''پھر مسجد کی طرف نکلا پس نماز پڑھتا رہا جس قدر جی چاہا، اور کسی کو ایذا نہیں دی اور پھر نماز جمعہ ختم ہونے تک خاموش رہا۔'' (اختلاف امت اور صراطِ مستقیم ص ۲۴۳)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ مقتدی نے خاموش رہ کر پوری نماز پڑھ لی۔ مقتدی اگر خاموش رہ کر ساری نماز پڑھ سکتا ہے تو سورۃ الفاتحہ کیوں نہیں پڑھ سکتا؟؟؟

دوسرا جواب: اس حدیث کا یہ ہے کہ اس حدیث کے راوی سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بھی ہیں اور

اہلِ حدیث مناظر محمد عمر صدیق صاحب نے حدیث کی کئی کتابوں اور دیوبندیوں کے ''امام'' سرفراز خان صفدر کی کتاب احسن الکلام (۱/۳۱۴ دوسرا نسخہ ۱/۲۸۸) سے دکھایا کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے تابعین کو امام کے پیچھے سورۃ الفاتحہ پڑھنے کا حکم دیا اور دیوبندیوں کے ''مولانا'' امین اوکاڑوی کی کتاب تجلیات صفدر (۵/۵۲) سے دکھایا کہ یہ نہیں ہو سکتا کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ سنیں اور پھر فتویٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف دیں۔

نیز حافظ محمد عمر صدیق صاحب نے ثابت کیا کہ حدیث ﴿ وَ اِذَا قَرَأَ فَانْصِتُوْا ﴾ یعنی ''جب امام قراءت کرے تم خاموش رہو۔'' کا مطلب محمد آصف دیوبندی نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے خلاف لیا ہے۔

اس کا جواب پورے مناظرے میں دیوبندی مناظر نے نہیں دیا۔

۳) محمد آصف دیوبندی نے تقریباً دس مرتبہ حدیث ''من کان له إمام فقراءة الإمام له قراءة'' یعنی امام کی قراءت مقتدی کی قراءت ہے، پیش کی اور اہلِ حدیث مناظر محمد عمر صدیق صاحب نے کہا کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ، جو دیوبندیوں کے نزدیک بڑے معتبر ہیں، متساہل نہیں ہیں۔ اُسی امام حافظ ابن حجر نے فرمایا ہے کہ اس حدیث کی تمام سندیں معلول (یعنی ضعیف) ہیں۔ نیز اہلِ حدیث مناظر نے یہ بھی بتایا کہ اس حدیث کے راوی سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔ (جس دیوبندی کو شک ہو، وہ دیوبندیوں کی کتاب حدیث اور اہلِ حدیث ص ۳۱۷، اور تجلیاتِ صفدر ج ۴ ص ۸۰ دیکھ لے۔)

٤) محمد آصف نے تقریباً ۱۲ مرتبہ حدیث ''مالي أنازع القرآن'' یعنی میرے ساتھ قرآن میں جھگڑا کون کرتا ہے، اس کے بعد لوگوں نے جہری نمازوں میں قراءت ترک کر دی، والی روایت پیش کی۔

اس کے جواب میں اہلِ حدیث مناظر محمد عمر صدیق صاحب نے اس حدیث ''فانتهى الناس عن القراءة'' یعنی لوگوں نے قراءت ترک کر دی، کا جواب یہ دیا کہ تمھارے علامہ شوق نیموی حنفی نے اپنی کتاب آثار السنن (ص ۱۱۲) پر لکھا ہے کہ اس بات پر محدثین کا

اجماع ہے کہ یہ نبی ﷺ کی حدیث ہی نہیں۔

اس کا جواب دیوبندی مناظر محمد آصف نے پورے مناظرے میں نہیں دیا۔

اور جن حدیثوں میں یہ ذکر ہے کہ ''میرے ساتھ قرآن میں کون جھگڑا کرتا ہے'' اہلِ حدیث مناظر محمد عمر صدیق صاحب نے حدیث کی کتاب سنن ابی داود سے دکھایا کہ نبی ﷺ نے مقتدی کو بلند آواز سے پڑھنے سے منع فرمایا تھا۔

اس کا جواب دیوبندی مناظر نے پورے مناظرے میں نہیں دیا۔

۵) محمد آصف نے ایک مرتبہ یہ حدیث پیش کی کہ سیدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ رکوع میں شامل ہوئے تو نبی ﷺ نے ان کو نماز لوٹانے کا حکم نہیں دیا۔ اہلِ حدیث مناظر محمد عمر صدیق صاحب نے اس کا جواب یہ دیا کہ تمھاری فقہ میں لکھا ہے کہ ''ایک آیت کی مقدار کے برابر قیام کرنا فرض ہے۔'' لیکن اس حدیث میں تو صحابی کے قیام کرنے کا بھی ذکر نہیں۔ عدمِ ذکر سے عدمِ شئے مستلزم نہیں۔ یعنی جس طرح اس حدیث میں قیام کرنے کا ذکر نہیں تو اس سے قیام کرنے کی نفی نہیں لی جائے گی، اسی طرح اگر سورۃ الفاتحہ کے بغیر پڑھی ہوئی رکعت دوبارہ پڑھنے کا ذکر نہیں تو سورۃ الفاتحہ کی نفی بھی مراد نہیں لی جا سکتی۔ نیز اس حدیث میں ہے کہ صحابی نماز میں چلا تھا اور حنفی فقہ کی کتاب فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ نماز میں چلنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے، تو تمھاری فقہ کے مطابق تو صحابی کی نماز باطل ہو گئی تھی۔ اس کا جواب پورے مناظرے میں محمد آصف دیوبندی نے نہیں دیا۔ اہلِ حدیث مناظر عمر صدیق صاحب نے اس کا ایک جواب یہ بھی دیا کہ دیوبندیوں کے استدلال کے مطابق نبی ﷺ نے رکوع میں ملنے والے صحابی کو نماز لوٹانے کا حکم نہیں دیا، لہٰذا رکوع میں ملنے سے، بغیر سورۃ فاتحہ پڑھے نماز ہو جاتی ہے۔ تو اسی طرح نماز میں باتوں کی ممانعت کے بعد نبی ﷺ نے نماز میں باتیں کرنے والے صحابی کو بھی نماز لوٹانے کا حکم نہیں دیا۔ (حدیث اور اہلحدیث ص ۵۳۵) تو دیوبندیوں کے استدلال کے مطابق نماز میں باتیں کرنے والے کی نماز بھی ہو جانی چاہیے۔ اس بات کا جواب بھی دیوبندی مناظر محمد آصف نے پورے مناظرے میں نہیں دیا۔ا

۶) محمد آصف دیوبندی نے تقریباً چھ (۶) مرتبہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی یہ حدیث پیش کی کہ "نبی ﷺ آخری نماز کے لئے ایسے وقت تشریف لائے جب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے اور نبی ﷺ نے قراءت وہاں سے شروع کی جہاں سیدنا ابوبکر صدیق نے ختم کی تھی۔" یعنی نبی ﷺ نے امام بن کر فاتحہ کے بغیر نماز پڑھی۔ اہلِ حدیث مناظر محمد عمر صدیق صاحب نے اس کا جواب یہ دیا کہ تم نے مقتدی کی فاتحہ کی نفی کرنی تھی اور اب تم نے امام کی فاتحہ کی نفی شروع کر دی ہے۔ اہلِ حدیث مناظر عمر صدیق صاحب نے دیوبندیوں کی کتاب کا حوالہ دے کر کہا کہ نبی ﷺ کی آخری نماز تو ظہر کی نماز تھی۔ اس میں تو قراءت بلند آواز سے کی ہی نہیں جاتی۔ تو سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو کیسے پتہ چل گیا کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہاں تک قراءت کی تھی؟ اور اس حدیث کو بیان کرنے والے ابواسحاق سبیعی کا حافظہ آخری زمانہ میں صحیح نہیں رہا تھا۔

یہ بات تمھاری کتاب تجلیات صفدر (۱۴۳/۳) میں لکھی ہوئی ہے۔

اس سے پہلے اہلِ حدیث مناظر محمد عمر صدیق صاحب نے اس حدیث کے راوی، صحابی سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے متعلق دیوبندی مناظر محمد آصف کو بتایا تھا کہ کتاب القراءۃ میں لکھا ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما امام کے پیچھے سورۃ الفاتحہ پڑھنے کا حکم دیتے تھے۔ اور حوالہ غلط ثابت کرنے پر دیوبندیوں کو ایک لاکھ روپے انعام کا چیلنج دیا تھا۔ جس کا انکار پورے مناظرے میں دیوبندی مناظر نے نہیں کیا۔ نیز اہلِ حدیث مناظر محمد عمر صدیق صاحب نے دیوبندیوں کی کتابوں سے یہ بھی ثابت کیا تھا کہ دیوبندیوں کے اصولوں کے مطابق کوئی بھی صحابی اپنی حدیث کے خلاف فتویٰ نہیں دے سکتا۔

۷) محمد آصف نے ایک حدیث مصنف عبدالرزاق سے عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم کی سند سے پیش کی کہ "نبی ﷺ نے اور خلفاء راشدین نے امام کے پیچھے قراءت کرنے سے منع کیا ہے۔" اس کے جواب میں اہلِ حدیث مناظر نے دیوبندیوں کے "امام" سرفراز صفدر کی کتاب تفریح الخواطر (ص ۳۴) سے دکھایا کہ اس راوی کے ضعیف ہونے پر محدثین کا

اتفاق (واجماع) ہے۔اور تمھارے ''علامہ'' شوق حنفی نیموی نے آثار السنن (ص ۱۵۷، تحت حدیث ۵۸۶) پر اس راوی کو ضعیف لکھا ہے۔ اس کا جواب دیوبندی مناظر نے پورے مناظرے میں نہیں دیا۔اور اہلِ حدیث مناظر نے ثابت کیا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے ایک تابعی نے امام کے پیچھے پڑھنے کا پوچھا تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سورۃ الفاتحہ پڑھا کرو۔تو دیوبندی مناظر محمد آصف پورے مناظرے میں سیدنا عمر کے فرمان کو ضعیف ثابت نہیں کر سکا اور اہلِ حدیث مناظر نے ثابت کیا کہ دیوبندی علماء اشرفعلی تھانوی اور عبدالحیٔ حنفی نے اعتراف کیا ہے کہ امام کے پیچھے سورۃ الفاتحہ نہ پڑھنے کی کوئی حدیث مرفوع نہیں ہے۔ (عبدالحیٔ کے قول کے لئے دیکھئے التعلیق الممجد ص ۱۰۱، دوسرا نسخہ ج ۱ص ۴۲۷، اور تھانوی کے قول کے لئے دیکھئے تقریر ترمذی ص ۶۸)

نظام الدین اولیاء اور مخدوم شہاب الدین جو دونوں حنفیوں کے نزدیک بزرگ مانے جاتے ہیں، وہ بھی امام کے پیچھے سورۃ الفاتحہ پڑھتے تھے۔ان باتوں کا جواب بھی دیوبندی مناظر محمد آصف پورے مناظرے میں نہ دے سکے۔اہلِ حدیث مناظر نے ثابت کیا کہ امام ابن عبدالبر نے اپنی کتاب ''الاستذکار'' میں علماء کا اجماع نقل کیا ہے کہ امام کے پیچھے سورۃ الفاتحہ پڑھنے والے کی نماز مکمل ہے۔اس اجماع کا بھی کوئی جواب پورے مناظرے میں دیوبندی مناظر محمد آصف نے نہیں دیا۔ بفضلہٖ تعالیٰ

اور آخر میں دیوبندی مناظر نے بوکھلا کر اہلِ حدیث کے متعلق کہا کہ یہ لوگ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین پر تبرا کرتے ہیں۔ (نعوذ باللہ من ذلک)

اس کے جواب میں اہلِ حدیث مناظر محمد عمر صدیق صاحب نے دیوبندیوں کی کتاب تقاریر شیخ الہند (ص ۱۳۴) سے حوالہ دیا کہ ''حنفیہ کہتے ہیں کہ فاطمہؓ کو سکنیٰ اس لئے نہ دلوایا گیا کہ وہ زبان دراز تھیں'' (نعوذ باللہ)

اس گستاخی کا جواب بھی دیوبندی مناظر نے پورے مناظرے میں نہیں دیا۔

[ختم شد]

 ابو معاذ

امن وسلامتی کا گہوارہ

دینِ اسلام میں انسانیت کی خیر خواہی اور معاشرے کی تربیت کا بہت زیادہ خیال رکھا گیا ہے، تاکہ تمام اہلِ ایمان باہمی محبت ومودت، خیر خواہی اور امن کے ساتھ رہیں، ہر طرف امن وسلامتی کا دور دورہ ہو اور کسی قسم کا فتنہ وفساد نہ ہو۔

نبی کریم ﷺ کی پیاری حدیثوں میں سے ایک حدیث کا خلاصہ درج ذیل ہے:

ایک دوسرے سے حسد نہ کرو، بولی کی قیمت (دھوکا دینے کے لئے) نہ بڑھاؤ، ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو، ایک دوسرے کی طرف (ناراضی سے) پیٹھ نہ پھیرو (غیبت نہ کرو)، اور ایک دوسرے کے سودے پر سودا نہ کرو، اللہ کے بندے اور بھائی بھائی بن جاؤ، مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ وہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اسے رسوا کرتا ہے، مسلمان مسلمان کی تحقیر (توہین) نہیں کرتا، ہر مسلمان کا خون (بہانا) مال اور عزت دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔ (دیکھئے صحیح مسلم: ۲۵۶۴، ترقیم دارالسلام: ۶۵۴۱)

اگر اللہ اور اس کے رسول سے محبت اور آخرت کو مدنظر رکھتے ہوئے ان سنہری ہدایات پر خلوص سے عمل کیا جائے تو مسلمان معاشرہ دنیا میں ہی جنت کا نظارہ اور امن وسلامتی کا گہوارہ بن جائے۔ دوسرے پر ظلم وزیادتی کرنے والا اگر یہ سوچے کہ میرے ساتھ ایسا رویہ اور سلوک کیسا رہے گا؟ تو وہ ہرگز کسی پر ظلم وزیادتی نہ کرے، بلکہ صلح صفائی، درگزر و خیر خواہی اور امن وسلامتی کے لئے ہمیشہ دل وجان سے مستعد ومصروف رہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب دو مسلمان اپنی تلواریں لے کر (ایک دوسرے کو مارنے کے لئے) آمنے سامنے آجائیں تو قاتل ومقتول دونوں جہنمی ہیں۔ پوچھا گیا: قاتل تو جہنمی ہوا، یہ مقتول کیوں جہنمی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ بھی اپنے ساتھی کو قتل کرنا چاہتا تھا۔ (صحیح بخاری: ۶۸۷۵، صحیح مسلم: ۲۸۸۸، دارالسلام: ۷۲۵۲)

Monthly AlHadith Hazro

ہمارا عزم

- ✿ قرآن وحدیث اوراجماع کی برتری
- ✿ سلف صالحین کے متفقہ فہم کا پرچار
- ✿ صحابہ، تابعین، تبع تابعین، محدثین اور تمام ائمہ کرام سے محبت
- ✿ صحیح وحسن روایات سے استدلال اور ضعیف و مردود روایات سے کلی اجتناب
- ✿ اتباع کتاب وسنت کی طرف والہانہ دعوت
- ✿ علمی، تحقیقی و معلوماتی مضامین اور انتہائی شائستہ زبان
- ✿ مخالفین کتاب وسنت اور اہل باطل پر علم و متانت کے ساتھ بہترین و بادلائل رد
- ✿ اصولِ حدیث اور اسماء الرجال کو مدنظر رکھتے ہوئے اشاعت الحدیث
- ✿ دینِ اسلام اور مسلک اہل الحدیث کا دفاع
- ✿ قرآن وحدیث کے ذریعے اتحادِ امت کی طرف دعوت

قارئین کرام سے درخواست ہے کہ ''الحدیث'' حضرو کا بغور مطالعہ کرکے اپنے قیمتی مشوروں سے مستفید فرمائیں، ہر مخلصانہ اور مفید مشورے کا قدر وتشکر کی نظر سے خیر مقدم کیا جائے گا۔

أنوار الصّحيفة في الأحاديث الضّعيفة من السُّنن الأربعة

تصنیف: حافظ زبیر علی زئی

ابوداود، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ کی ضعیف روایات کا مجموعہ جس میں روایات کے اطراف، راویانِ حدیث، وجہ ضعف اور مختصر تخریج درج کی گئی ہے۔

ملنے کا پتا

مکتبہ اسلامیہ

بالمقابل رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور۔ پاکستان فون:042-37244973

بیسمنٹ سمٹ بینک بالمقابل شیل پٹرول پمپ کوتوالی روڈ فیصل آباد۔ پاکستان فون:041-2631204, 2034256

alhadith_hazro2006@yahoo.com